

اکرام امام احمد رضا

تصنیف
مفتی محمد یحییٰ الحق حبیب پوری



ترتیب تحشیہ
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم ایف ایچ ڈی

۵۶۲، ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ادارہ مسعودیہ

کرامات احمدیہ

۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

تصنیف

مفتی محمد رفیع الحق جلیلی
(خلیفہ امام احمد رضا)

ترتیب و تحشیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

کتاب اکرام امام احمد رضا
 مصنف مفتی محمد برہان الحق جبل پوری
 مرتب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
 کاتب الحاج مولانا شاہ محمد چشتی، قصور
 طابع حاجی محمد الیاس مسعودی
 مطبع برکت پریس، کراچی
 طباعت ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء
 اشاعت سوم
 صفحات ۱۶۴
 تعداد ایک ہزار
 ناشر ادارہ مسعودیہ، کراچی
 حد یہ

ملنے کے پتے

- ۱..... ادارہ مسعودیہ، ۲/۵، ای ناظم آباد، کراچی۔ فون ۶۶۱۳۷۴۷
- ۲..... ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی۔ فون ۳۲۱۳۹۷۳
- ۳..... مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔ فون ۴۹۲۶۱۱۰
- ۴..... ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴- انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۲۱۰۲۱۲-۲۶۳۰۴۱۱
- ۵..... فرید بک اسٹال، ۳۸- اردو بازار، لاہور۔ فون ۷۲۲۲۸۹۹

خراجِ حقیت

صحیح معنوں میں یہ سستی
— "نوبل پرائز" کی مستحق ہے ! —

ڈاکٹر نصیر الدین صاحب مرحوم

والٹس چانسلر

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(بھارت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرف آغاز

(۱)

راقم گزشتہ دس سال (۱۹۴۰ء - ۱۹۸۰ء) سے امام احمد رضا خاں بریلوی پر تحقیق کر رہا ہے، کوشش یہ رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نامعلوم باتیں سامنے آئیں، تاریکیاں دور ہوں، روشنیاں پھیلتی جائیں۔ اسی جذبہ کے تحت ان حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا جو امام احمد رضا سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مستفیض ہوئے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری کو ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں عریضہ ارسال کیا، موصوف نے ازراہ کرم جواب کے نوازا اور تحریر فرمایا کہ وہ اکرام امام احمد رضا کے عنوان سے پہلے ہی اپنی یادداشتیں قلمبند کر رہے ہیں، راقم کے خط سے مزید تھک چکی ہوئی اور اس طرح یہ یادداشتیں مکمل کر کے مفتی محمد مکرم احمد اہم مسجد جامع فقیہ پوری، دہلی (کو بھیج دی گئیں تاکہ کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بچھاؤت راقم تک پہنچ جائیں۔ حسن اتفاق کہ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں ایک کرم فرما حاجی عثمان بھائی، احمد آباد سے دہلی جوتے ہوئے حیدر آباد سندھ آئے، موصوف اپنے ساتھ یہ امانت بھی لیتے آئے اور مفتی ابوالخیر محمد نبیر (صدر المدرسین، رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدر آباد سندھ) کے سپرد کر دی، جب راقم حیدر آباد گیا تو ۷ افروری ۱۹۸۰ء کو مفتی صاحب موصوف نے یہ امانت راقم کو عنایت فرمائی، راقم ان حضرات کا تبادلہ سکھون ہے۔

مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، قجور عالم، ماہر طبیب اور صاحب بصیرت سیاست دان ہیں، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اس وقت عمر شریف ۹۰ سال سے

تجاوڑ کر چکی ہے اس ضعیف العمری اور علالت و نقاہت کے باوجود موصوف نے یہ سبت و شفقت فرمائی جس کے شکر یہ کے لئے الفاظ نہیں پاتا، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور ان کا فیض ظاہری و باطنی جاری و ساری رہے۔ آمین۔

مفتی صاحب نے مسودہ کے ساتھ امام احمد رضا کے بہت ہی نادر و نایاب غیر مطبوعہ مکتوب و رسائل کی نقول اور فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی ارسال فرمائیں جس سے کتاب کی تاریخی حیثیت زیادہ اہم ہو گئی۔ مفتی صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا سے اپنے خاندان کے مراسم و تعلقات پر روشنی ڈالی ہے، جد امجد مولانا عبدالکیم، والد ماجد مولانا عبدالسلام اور خود ان پر امام احمد رضا نے جو نوازشات و عنایات فرمائیں، ان کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا مسودہ قلم برداشتہ یادداشت کی صورت میں لکھا گیا تھا اس لئے راقم نے دور جدید کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ترتیب و تدوین، تلخیص و ترویج کے فرائض انجام دئے۔

(۲۱)

شخصیت کے حقیقی غر و خال معلوم کرنے کے لئے اس کی اپنی تحریروں اور دستوں کی یادداشتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کے بیانات پر بھروسہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ ہم خود شخصیت سے قریب تر ہونے کی کوشش کریں۔ — جلد جتنا کم ہوگا، شخصیت اتنی ہی صاف شفاف نظر آئے گی۔ — وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عقیدت کا غلاف بھی چڑھ سکتا ہے اور نفرت و حقارت کا غبار بھی۔ — تو بہتر یہی ہے کہ خود شخصیت کے قول و عمل کی سوٹی پر اس کو پرکھیں، پھر جنہوں نے پرکھا ہے ان سے بھی پوچھ لیں کہ تم نے کیا پایا؟ — اگر اعلیٰ امام احمد رضا پڑھتے وقت ہم خود کو امام احمد رضا کے قریب محسوس کرتے ہیں اور اہل محفل سے باتیں بھی کر سکتے ہیں۔ — یہاں کوئی پردہ نہیں، جو چیز بے سامنے ہے ۛ

آفتاب آمد دلیل آفتاب

امام احمد رضا پر پچھلے کس پندرہ سالوں میں پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کافی کام ہوا، اس کی تفصیلات خود ایک مقالے کی مقتضی ہیں مگر بیشتر لکھنے والوں نے معلوم باتوں کی طرف زیادہ توجہ دی اور نامعلوم باتوں کو تلاش نہ کیا اس لئے اتنا کچھ لکھنے جانے سکے باوجود ابھی اس کا عشرِ عشر بھی سامنے نہ آیا جو اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ — جیسا کہ عرض کیا گیا ہے رقم گذشتہ میں سال سے امام احمد رضا پر تحقیق کر رہا ہے لیکن یہ اعتراض کرنے میں کوئی نکتہ محسوس نہیں کرنا کہ اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود امام احمد رضا کی شخصیت و عظمت سے کما حقہ واقفیت حاصل نہ کر سکا۔ — مطالعہ و تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ احساس ابھرتا جاتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے نصفِ اول میں امام احمد رضا ہی ایسی واحد شخصیت کے مالک تھے جس کا ہر پہلو ایک بحرِ بکراں معلوم ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ معاصرین کو دے جانے والے تمام القاب کے جامع ہیں۔ — وہ امام ربانی بھی ہیں، وہ شیخ الہند بھی ہیں، وہ سبحان الہند بھی ہیں، وہ امام الہند بھی ہیں، وہ حکیم الامت بھی ہیں، وہ رئیس الاصرار بھی ہیں، وہ شاعر مشرق بھی ہیں، وہ شیخ الاسلام بھی ہیں۔ — بیک وقت وہ بہت کچھ ہیں، یہ مبالغہ نہیں۔ — شاید دس برس قبل رقم کو بھی یہ باتیں مبالغہ معلوم ہوتیں لیکن عین یقین اور علم یقین کے بعد مبالغہ نہ رہیں۔ —

امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لئے علم و اخلاص دونوں کی ضرورت ہے۔ — حال ہی میں علومِ ریاضیہ سے متعلق بعض قلمی حواشی جناب صید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملے، جب وہ اہل علم کے سامنے پیش کئے گئے تو تفہیم و تشریحِ مطالب سے ان کو عاجز پایا۔ —

امام احمد رضا علوم عقلیہ میں مہارت کے لحاظ سے ابو نصر فارابی، ابن سینا، ابوریحان

ابیرنی، ابن رشد، عمر خیام وغیرہم کی فہرست میں آتے ہیں بلکہ بعض خصوصیات میں ان مشاہیر سے بھی آگے نظر آتے ہیں۔ — امام احمد رضا کی وسعتِ علم کو دیکھتے ہوئے ان بندگانِ خدا پر تعجب ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کلام کرتے ہیں، خدا غور تو کریں جب ان کے غلاموں کی وسعتِ علم کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں کے علم کا کیا عالم ہوگا! — سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا علمِ رسول (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی وسعت کے لئے دلیل و برہان اور ایک کھلا معجزہ ہیں! اسی لئے شیخ مختار عطار دہلوی (مسجدِ حرام، مکہ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے :-

فكانه من معجزات نبينا صلي الله تعالى
عليه وسلم اظهره الله تعالى على يد هذا الامام
الاوحد۔ (الدولة الملكية، ص ۷۲)

”گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے
ایک معجزہ ہیں، یہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے
ہاتھوں ظاہر فرمایا۔“

ذاتی مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جب تک ایب سرکاری یا
نیم سرکاری ادارہ قائم نہیں ہو جاتا، جہاں مختلف علوم و فنون کے ماہرین جمع ہو کر
امام احمد رضا پر کام کریں، کوئی جامع تحقیق ممکن نہیں — ویسے جزدی طور پر
پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کام ہوتا ہے مگر انفرادی کوششوں سے اجتماعی
کوشش بدیہاً بہتر ہے —

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، نئی نئی باتیں سامنے آتی جاتی ہیں مثلاً
۱۹۸۰ء میں یہ بات معلوم ہوئی کہ سندھ کے مشہور عالم مفتی ظہور حسین درسِ صیالپور
کے والد ماجد مولانا عبدالکریم درتس سے امام احمد رضا کی مراسلت تھی، یہ بات
موصوف کے پوتوں مولانا اصغر حسین درتس (کونسلر، کراچی میونسپل کارپوریشن) اور

مولانا اکبر حسین کدس نے کراچی میں بتائی — انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے پاس امام احمد رضا کے مکاتیب و فتاویٰ بھی محفوظ ہیں — جہانیاں، ضلع ملتان، پاکستان) سے جناب خلیل احمد رانا نے ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) کا ایک فائل بھیجا، مطالعہ کے دوران شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۲ء نظر سے گزرا — برما کے ایک عالم مفتی محمد سعید اللہ صدیقی نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز میں ایک منظوم استفتاء کا منظوم جواب تحریر فرمایا جو کئی قسطوں میں شائع ہوا، آخری قسط مذکورہ شمارے میں ہے۔ مفتی صاحب موصوف امام احمد رضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں —

محقق زمانے کے بارِ رضا	قیہوں کے سرِ ناز احمد رضا
سوائے شرافت کے اک آفتاب	بحارِ جلالت کے درِ خوشاب
بڑے علمِ اہل سنت ہیں وہ	دلِ جاں کشیدہ کیستہ کیستہ ہیں وہ
تصانیفِ انکی بھی ہے عیاں	اسی مجلسِ قدس کی خوبیاں

(تحفہ حنفیہ، پٹنہ، ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ، ص ۷)

الغرض امام احمد رضا پر مطالعہ و تحقیق کا یہ عالم ہے کہ عجبور یک نظر، مختار صد نظر جا

ان کی شخصیت، معمولی شخصیت نہیں، چودھویں صدی ہجری کے آغاز ہی میں ان کا شہرہ پاک و ہند کی سرحدیں عبور کر کے عربین شریفین، بلادِ اسلامیہ، برما، چین، روس، امریکا اور افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ مرجعِ برِ خاص و عام ہو گئے — تھے — اس پران کے فتاویٰ گواہ ہیں۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج
سکرنہ (ضلع نواب شاہ، سندھ)
پاکستان

۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
۲۸ مئی ۱۹۰۲ء

فاضل مصنف مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری

مولانا شاہ محمد عبدالکرم حبیب آبادی، متوفی ۱۲ رمضان المبارک
۱۳۱۴ھ / ۱۹۹۶ء -

جدِ امجد

مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری، متوفی ۱۴ جمادی الاولیٰ
۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء -

والدِ ماجد

۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء، بمقام جبل پور (مدھیہ پریش، بھارت)

ولادت

مدرسہ برہانہ (جبل پور) میں فارسی علم محترم قاری بشیر الدین
سے پڑھی، منقولات و محفولات کی تکمیل والدِ ماجد مولانا
شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

ابتدائی تعلیم

ربیع الاول ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار
بمبئی میں شرفِ نیاز حاصل کیا۔

{ امام احمد رضا سے
پہلی ملاقات

شوال ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۲ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں

بریلی حاضری

امام احمد رضا کے ارشاداتِ قلبندہ کئے، دارالعلوم منظر اسلام

میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے، آپ کے

ہم درس فقہ میں مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں اور مولانا امجد علی عظمیٰ

قابل ذکر ہیں، کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے

تحصیلِ علم توقیت

تو وہاں ان سے علم توفیقیت کی تحصیل کی، امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۴۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

تحریک ترک موالات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۸ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے، ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں کیں

تحریک پاکستان ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جدوجہد کی قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

دولت کدہ جبل پور (مدھیہ پردیش، بھارت) میں آپ کی ولادت ہوئی، مجدد اللہ تعالیٰ حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ سال سے متجاوز ہے، تبلیغ و ارشاد، فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے شاغل علمیہ و روحانیہ ہیں۔

تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں :-
(۱) اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء) مطبوعہ کلکتہ۔

- ۲۔ سببۃ: مصلحت عن جیل البدعات (۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) مطبوعہ الآباد
- ۳۔ البرہان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)
- ۴۔ الاصلال لشہادات رویتہ الہلال (مطبوعہ)
- ۵۔ روح الورد ہاالتقح علی سنوالات ہمدان (مطبوعہ)

اولاد

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیوں راقم کے علم میں ہیں:-

- ۱۔ مولانا انوار احمد (کراچی)
- ۲۔ حکیم مولوی محمود احمد (جیل پور)
- ۳۔ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جیل پور)
- ۴۔ عالیہ صدیقہ (زوجہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)
- ۵۔ جوہرۃ النیرۃ (زوجہ جناب محمد فاروق شریف)

مشہولات

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد

عکسِ رضا ————— ۱۹ ————— ۲۲

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدر آبادی
۲۳ ————— ۲۶

مولانا محمد عبدالکریم کے نام مولانا نقی علی خاں کی مطبوعات —
مولانا محمد عبدالکریم کا وصال — امام احمد رضا کا عربی قطعہ تاریخ وفتا

۲

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالسلام جیل پوری
۲۶ ————— ۳۰

امام احمد رضا کی خدمت میں پہلی بار حاضری — امام احمد رضا کے گفتگو
— امام احمد رضا کے درس میں شرکت — اجازت و خلافت
— امام احمد رضا کا عربی خلافت نامہ —

خطاب عبدالسلام — باریعہ عبدالسلام قاری بشیر الدین کی خلافت
— مکتوباتِ امام احمد رضا — قاری بشیر الدین کا انتقال
— مولانا حسن رضا کا انتقال — ابیہ مولانا عبدالسلام کا انتقال
— امام احمد رضا کا عربی تعزیت نامہ اور عربی قطعہ تاریخ وفتا —

مولانا عبدالسلام کے صاحبزادے محمود اشرف کا انتقال —
 امام احمد رضا کا تقریرت نامہ —

۳

ندوة العلماء

۴۱ — ۴۹

لکھنؤ میں اجلاسِ ندوہ اور مولانا عبدالسلام کی شرکت — بریلی میں اجلاسِ ندوہ
 اور مولانا عبدالسلام و مولانا محمد حسین الہ آبادی کی شرکت —
 شبلی کی تقریر، شبلی کی تقریر پر مولانا عبدالسلام اور مولانا الہ آبادی کی تنقید —
 شبلی کی برہمی اور مولانا عبدالسلام و مولانا الہ آبادی کا واکلٹ وٹ —
 امام احمد رضا کا رسالہ "حقائقِ نبی" اور شبلی نعمانی — پٹنہ میں اجلاسِ ندوہ
 — پٹنہ میں مدرسہ حنفیہ اسلامیہ کے اجلاس اور علمائے اہلسنت کی شرکت
 — امام احمد رضا کی آمد اور مسلسل تین گھنٹے طفتسیر —
 کلکتہ میں اجلاسِ ندوہ — کلکتہ میں اہل سنت کا اجلاس اور
 امام احمد رضا کی آمد — بنگلور میں اجلاسِ ندوہ — بنگلور میں
 اہل سنت کا اجلاس اور مولانا عبدالسلام کی تقریریں — علمائے
 حرمین شریفین کے فتوے —

۴

امام احمد رضا اور مفتی محمد ربیان الحق جبل پوری

۵۱ — ۵۵

ولادت — قطعہ تاریخ ولادت — ابتدائی تعلیم
 — جبل پور میں طاعون کی بار — علالت — خواب و اس کی تعبیر

امام احمد رضا سے بمبئی میں پہلی ملاقات — بریلی پہلی بار حاضری
 عرض سلام — بخشش عمامہ — تلذذ فتویٰ نویسی —
 ڈاکٹر سر ضیاء الدین، امام احمد رضا کی خدمت میں — ایک عینی شہادت
 صاحبزادی کی رحلت اور امام احمد رضا کی تعزیت —
 بریلی سے واپسی — جبل پور میں طاعون کی وبا —
 اہلیہ مفتی برہان الحق کی شدید علالت اور امام احمد رضا کا فیضِ طہنی —
 امام احمد رضا کا والا نامہ — مفتی برہان الحق کی صاحبزادیوں کا انتقال
 — امام احمد رضا کا تعزیت نامہ — جبل پور میں جلسہ دستار
 فضیلت — اجازت و عمامہ — پاس نامہ —
 سندِ خلافت — تقریظِ اہلالِ یقین — بریلی حاضری —
 کانگریسی اور خلافتی جلسے کے ارکانِ وفد میں شرکت — ابوالکلام آزاد
 سے دو ٹوک باتیں — جبل پور واپسی — صاحبزادی،
 صاحبزادے اور چچا کا انتقال — امام احمد رضا کا تعزیت نامہ
 — مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں سے مراسمِ محبت و اخلاص —

۵

اسفارِ امام احمد رضا

۱۰۱ — ۷۷

سفرِ کلکتہ — سفرِ عظیم آباد پٹنہ — سفرِ بمبئی — حرمینِ وادی
 حرمین سے واپسی — بمبئی میں نمازِ جمعہ کی مامت —
 وعظ و تقریر — ایک عجیب نظارہ — مجذوب کی دیارت
 — سفرِ اجمیر شریف — جبل پور کا پہلا سفر —
 مکتوباتِ امام احمد رضا — جبل پور میں مختصر قیام —

جبل پور کا دوسرا سفر — مفتی برٹن الحق کی بریلی حاضری —
 سفر کی تیاریاں — نمازِ فجر باجماعت اور جبل پور وائگی —
 پرتاب گڑھ میں نمازِ ظہر باجماعت — الہ آباد میں نمازِ مغرب باجماعت —
 الہ آباد کی سیر — کٹنی اسٹیشن پر استقبال —
 سلیمنا باد پر استقبال اور فجر کی نماز باجماعت — جبل پور میں آوارہ
 شاندار استقبال — جبل پور کے معمولات — بچیوں پر
 شفقت — سیر و تفریح — بھڑا گھاٹ — پنچ پٹی —
 ”بندر کو دتی“ اور ”چونسٹھ جوگنی“ کی سیر — ”دھواں دھارہ“ اور
 ”دودھ متھن“ کا نظارہ — عبدالکریم سہلوان کے کرتب —
 دریائے زربدا کی سیر — امام احمد رضا کی اذان —
 واقعاتِ تقویٰ — جبل پور میں ایک ماہ اور پاردل قیام —
 بریلی واپسی — مکتوباتِ امام احمد رضا —

۶

تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات

۱۰۳ — ۱۱۰

تحریکِ خلافت و تحریکِ ترکِ موالات — امام احمد رضا اور ان کے
 ہمنواؤں کے خلاف شدیدہم — تحریکِ خلافت اور رسالہ
 دوامِ بعثت — تحریکِ ترکِ موالات و رسالہ الحجۃ المومنین —
 مولانا عبدالباری اور الطاری الذہاری — کانگرس اور خلافت کیسی کا
 مشترکہ اجلاس بریلی — امام احمد رضا کا وفد — ارکانِ وفد
 میں مفتی برٹن الحق کی شمولیت اور ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں
 — بہت رشتے کا سلوک — ”شہنشاہِ اتمامِ حجتِ تامرہ“ اور ابوالکلام آزاد —

وصالِ امام احمد رضا

۱۱۹ — ۱۱۸

امام احمد رضا کی علالت — امام احمد رضا کا آخری خط —
 امام احمد رضا کی بنیہ نظیر طمانیت و استقامت — امام احمد رضا کا وصال
 جیل پور میں فاتحہ خوانی —

مکاتیبِ امام احمد رضا

۱۲۱ — ۱ — ۱۲۲

نوادراتِ امام احمد رضا

۱۲۳ — ۱۲۲



عکسِ رضا

کتاب اکرامِ امام احمد رضاؒ آپ کے سامنے ہے۔۔۔ اس کو پڑھ کر
امام احمد رضاؒ کی جو تصویر ابھرتی ہے، خدا اس کو بھی دیکھتے چلیں۔۔۔

سفرِ حضر، سیر و تفریح، کلام و طعام، خوشی و غم، غرض وہ کسی حالت میں بھی اپنے
مولیٰ سے غافل نہیں، اس کے ذکر و فکر میں مصروف ہے۔۔۔ اور اس کے
حبیبِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار تو اس کے دل کی بہار تھے۔۔۔ دیکھنے والوں
نے اس کی محفل میں انوارِ برستے دیکھے۔۔۔ اس کی سیرتِ آئینہ شریعت تھی۔۔۔

سفر و حضر میں نماز باجماعت کا وہ اہتمام کہ باید و شاید۔۔۔ علالت اور شدتِ قحط
کے باوجود وہ عصا کے سہارے اپنے لمبائی کے حضور کھڑا نظر آتا ہے۔۔۔ جب تک
دم میں دم رہا، اس نے دامنِ ادب ہاتھ سے نہ چھوڑا۔۔۔ اس نے سر جھکایا تو
خدا ہی کے آگے جھکایا اور خیر اللہ کے لئے سجدہِ منظمی حرام قرار دیا۔۔۔

اس نے دردِ مندی و دلسوزی کے ساتھ قحط کی خدمت کی۔۔۔ کھٹن علی
پر بنائی کی۔۔۔ تحریکِ خلافت میں خلافتِ شرعیہ کے حقیقی مفہوم کو اس نے
پامال ہونے نہ دیا اور رسالہ "دوامِ لعین" لکھ کر کھرا اور کھڑا لگ کر دکھایا۔۔۔ تحریکِ
ترکِ موالات میں اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف سخت جدوجہد کی اور دو قومی نظریہ
کو پھر زندہ کیا۔۔۔ شدتِ علالت اور مرضِ الموت کے باوجود اس نے رسالہ
"الحجۃ المومنہ" لکھ کر کفر و اسلام کے فرق مٹانے والوں کو لٹکایا

تبلیغ و اشاعتِ دینِ ستین میں وہ ساری عمر سرگرم عمل رہا۔۔۔ وہ ایسا

خلوت نشین تھا کہ اپنے شہر کے گلی کوچوں سے بے خبر — اور ایسا جوت پسند تھا
 کہ اعلا کلمۃ الحق اور تبلیغ دین کے لئے پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا
 — وہ کلکتہ گیا — وہ بمبئی گیا — وہ عظیم آباد گیا —
 وہ جبل پور گیا — اور نہ معلوم کہاں کہاں گیا ! — مدنی آقا نے
 ارشاد فرمایا :-

لَا يَوْمَ مِنْ أَحَدٍ كَمَا حَتَّى يَقَالَ إِنَّهُ مَجْنُونٌ
 ”تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ دیکھنے والے اسکو
 دیوانہ نہ کہنے لگیں۔“

کنایت علی کافی نے کس دسوزی سے اس دیوانگی کی آرزو کی ہے ۔
 دشتِ طیبہ میں ترے نافر کے پیچھے پیچھے
 دھبیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے
 اور اقبال بھی اسی دیوانگی میں نظارہ حیات کر رہا ہے ۔
 حیات کیسا ہے ؟ خیال و نظر کی مجذوبی
 خودی کی موت سے اندیشہ ہانگنا گوں
 جگر نے اسی دیوانگی میں بگڑے کام سنودنے دیکھے ۔
 کار و بار جہاں سنودتے ہیں
 ہوش جب بجز خودی سے ملتا ہے

امام احمد رضا اندیشہ راہِ ایں و آل سے بے نیاز تھا — وہ دیوانہ تھا
 دیوانہ — دیکھنے والوں نے اس کے زمانے میں کوئی اس جیسا دیوانہ
 نہ دیکھا — اس نے جو کچھ کیا اسی دیوانگی میں کیا — اور جو کچھ کہا
 اسی دیوانگی میں کہا — اسی لئے جن کو کہا انہوں نے بھی یہی کہا —
 ہم اس سے نفرت نہیں کرتے، وہ جو کچھ کہتا ہے، مصطفیٰ کی محبت میں کہتا ہے
 — یہ تو مصطفیٰ کا دیوانہ ہے —

اس نے قدم قدم پر تقویٰ شکاری کے نشانات چھوڑے ہیں۔
 اس کی دیانت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دعوت میں اپنے آگے رکھی ہوئی چیز بغیر حسابِ غائبہ کی اجازت کے اپنے ساتھیوں کو نہ دیتا تھا۔ اس نے دعوت میں مسجد کا ٹھنڈا پانی پینے سے انکار کر دیا کہ مسجد کا پانی صرف اور صرف نمازیوں کے لئے ہے۔ اس نے ہمیشہ اس راگ سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھا، جس کا سننا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ اس نے اپنی رضا کو خدا و رسول کی رضا پر قربان کر دیا تھا۔

وہ مظلوم خلقِ عظیم تھا۔ اس نے حسنِ خلق کے روشن نمونے چھوڑے ہیں۔ وہ بزرگوں کا احترام کرتا تھا اور چھوٹوں پر شفقت کرتا تھا۔ اپنے دوستوں اور مریدوں کی اس حد تک دلداری کرتا تھا کہ علالت و نقاہت کے باوجود ان کی دعوت رد نہ کرتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا۔ عطا و بخشش میں وہ پیش پیش تھا۔ اس نے ہاتھ پھیلا کر مسندِ رسول کو رسوا نہ کیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنے آقا کی طرح اونچا ہی رکھا۔ اس نے اپنے دوستوں کو کبھی مایوس نہ کیا۔ وہ بڑی مستعدی سے ہر خط کا جواب لکھتا۔ اس کا قلم ایسا چلا کہ نصف صدی تک چلتا ہی رہا۔ اس نے لمحہ وصال تک قلم نہ چھوڑا۔ علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ وہ شکر گزار بندہ تھا اور شکر گزار بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات کو کیسے فراموش کر سکتا ہے؟ اس کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ وہ معقولات و منقولات میں یگانہ روزگار تھا۔ علمِ ریاضی میں ڈاکٹر ضیاء الدین نے اس سے استفادہ کیا اور علمِ توفیقیت میں مفتی برہان الحق نے اس کے آگے زانوئے تلمذتہ کیا۔ تاریخ گوئی میں وہ یگانہ روزگار تھا۔ وہ عربی شہر ار کی طرح عربی میں شعر کہتا تھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى وَسَلَّمَ
 نَحْمَدُكَ اللَّهُ تَعَالَى حَمْدَ الشَّاكِرِينَ وَنُصَلِّي
 وَنُسَلِّمُ عَلَى مَنْ رَضَاهُ رَضَاهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ الصَّادِقِ الْوَعْدِ الْآمِنِ
 وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَأَوْلِيَاءِ
 أَمَّتِهِ وَعُلَمَائِهِ مِلَّتِهِ وَعِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
 الْمَفْلُوحِينَ وَعَلَيْنَا مِنْهُمْ جَمْعِينَ -

فقیر حقیر عبد الباقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری، اپنے استاد و مرشد
 اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے اکرامات و انعامات و احسانات، علمی و ظاہری، باطنی و صوری، معنوی و روحانی
 فقیر بے توقیر کے خاندان پر ہوئے اور میں ان کا مختصر خاکہ سپرد قلم کرنے کی سعادت و
 برکت حاصل کرنا ہے و باللہ التوفیق۔

حضرت جدِ امجد مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدر آبادی اور اعلیٰ حضرت کی آپس میں
 ملاقات نہیں ہوئی، اعلیٰ حضرت کا شباب تھا اور جدِ امجد کی ضعیفی کا زمانہ تھا، دونوں
 بزرگوں کے درمیان کچھ تحریری سلسلہ تعارف تھا جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے
 کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے والدِ امجد مولانا محمد تقی علی خاں کی مندرجہ ذیل چار مطبوعہ
 تصانیف جدِ امجد کے نام ارسال فرمائیں :-

اس نے ایک انقلاب انجیزا اور متحرک زندگی گزاری ————— اس کی زندگی
 میں حرکت ہی حرکت نظر آتی ہے ————— اس نے زندگی بھر دینِ متین کی خدمت
 کی ————— کوئی لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ گزارا ————— طہانیتِ قلب
 کے ساتھ وہ موت کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے ————— اس کی طہانیت
 حیرت انگیز ہے ————— وصال سے صرف دو ہفتے قبل اس نے سفرِ آخرت
 کی ایسی دلجمعی اور اطمینان سے خبر دی جیسے دنیا میں کسی کسی سفر پر جا رہا ہو —————
 موت کے لئے خدا کے محبوبوں کے سوا کسی کو ایسا تیار نہ دیکھا جس طرح
 امام احمد رضا کو تیار پایا ————— وہ ہنسنا، مسکراتا اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
 چو مرگ آید تبسم بر لبِ دست

Nafse Islam

۲۳

www.nafseislam.com

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدر آبادی

قلت تاریخ عیشہ الابدی
 دام عبد الکرم خلد کرام

امام احمد رضا

حضرت عبدالمجید نے یہ ماوہ تاریخ خود ارشاد فرمایا اور خدا کی شان اسی روز ارضان
المبارک ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء کو دن کے گیارہ بجکر ۲۸ منٹ پر وصال فرمایا، اناشد وانا
الیہ راجعون بھکر کی نماز کے بعد جنازہ عید گاہ کلاں لے جایا گیا جہاں ہزاروں معتقدین
متوسلین نے بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا کی اور پھر عید گاہ کے شمال مشرقی کونے میں
آپ کو انگوٹھ لحد میں لٹا دیا گیا۔

وصال کے فوراً بعد بذریعہ تاریخی بریلی اطلاع دی گئی، المحترم نے تعزیت و تلقین
ممبر استقامت کے ساتھ عربی میں جو قطعہ تاریخ تحریر فرمایا، بلاشبہ فصاحت و بلاغت
کا ایک شاہکار ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

قلیل مات النذی عبد الکرم قلت کلامہ احتظی بدوام
حی عن بنیہ فکیف یموت انما المیت هالک الا وهام
ایموت الذی خلف؟ سلم الله مثل عبد السلام
جبل الدین راسخ بقیامہ فی جبل نور شامخ الاعلام

قلت تاریخ عیشہ الابدی
دام عبد الکرم خلد کرام

۱۳۱۵ھ

یہ کتبہ مقبرے شریف کے مغربی دروازے کی انتہی جانب باہر سنگ مرمر پر کندہ،
دیوار میں نصب ہے۔

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالسلام جبل پوری

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَسَّالِمُ دِينِهِ عَبْدُ السَّلَامِ
لَهُ عَلَيْهِ عَمَلٌ سَدِيدٌ

امام احمد رضا

بسم الله الرحمن الرحيم

جنة الفردوس في الدنيا حلت
 جبل فود الهند دار المقرة
 أن مولانا قد شرفه
 منه أنوار كنز النظم
 (مولانا محمد عبد السلام) أخبرك
 عنه ندى الخبز في العالم
 هو كالستان منه أنكر
 زبون العطر واهش باسمه
 أو نزهة حاراك أرسلت
 ما كملها سر قلب السائر
 وله في الخبز ندى أمطر
 صبي يضي العلم نهدى النافس
 داره فيها لحيو سارت
 فارخلوها بسلام آمنين

الشاعر المصنف

السيد محمد قاسم السويطي

رئيس فداك

في الفلسفة والآداب

میرے فاضل، مرحبا جادو بیانی پر تری حُبّذا، طرزِ جدیدِ وعظِ خوانی پر تری
 واہ وا! ایسی طبیعت کی روانی پر تری آفریں، اس نکتہ رانی، حکمتِ دانی پر تری
 شمع ہے تو عالموں کی انجمن کیواسطے
 فکرِ تیرا دام ہے مرغِ سخن کیواسطے
 بلبلِ ہندوستان تو، ہند ہے گلشنِ ترا پُر ہے تو گلِ ٹائے مضمون سے سدا دہنِ ترا
 جس کا دانہ دانہ خرما ہے، وہ ہے خرمنِ ترا دوسروں کے سو تصنع، ایک سادہ پنِ ترا
 نقشِ تصویرِ معانی کے لئے مانی ہے تو
 ہند کے خطہ میں عالم، ایک لاثانی ہے تو
 تیرے باغِ علم کے عالم ہیں تیرے باغباں معجزہ کہتے ہیں جس کو ہے ترِ طرزِ بیاباں
 چشمہ کوثر میں ہے، دھوئی ہوئی تیری زباں جوادِ تجھ میں نکلتی ہے وہ اوروں میں کہاں
 از ہمہ خواہاں، بہ رعنائی، یگانہ بودہ
 وز کمالِ غولیش، در عالم، فنا نہ بودہ
 سر بہ فکرِ وعظ جب تیری طبیعت ہو گئی لطفِ قرباں ہو گیا، صدقے فصاحت ہو گئی
 تیرے طوفانِ بیاباں سے ایسی حالت ہو گئی سطرِ سطر موجہ بحسبِ بلاغت ہو گئی
 یہ کہیں روحِ القدس کی کار فرمائی نہ ہو
 وعظ کے پردہ میں اعجازِ مسیحائی نہ ہو
 کی ہے خالق نے عطا، چشمِ خالق کو تجھے ہو دلِ پُر در جس میں، وہ دیا پہلو تجھے
 حقِ نجاتِ کو بنایا حق نے اور حق کو تجھے نیک فطرت اک جہاں کستا ہے اور خوش فوج تجھے
 معدنِ تحقیق ہے تو مولوی عبدالسلام
 کاشفِ تہ قیق ہے تو مولوی عبدالسلام

سید عبدالحکیم، بنگلور (جنوبی ہند)

(۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

حضرت جد امجد نے اپنی زندگی میں والد ماجد مولانا عبدالسلام کو اعلیٰ حضرت کی طرف متوجہ کیا چنانچہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں بریلی میں ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا والد ماجد کے نام خصوصی دعوت نامہ آیا، حضرت جد امجد نے خوشی سے اجازت دیدی اور فرمایا :-

” ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ضرور ملنا، اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال، انتہائی عروج و کمال پر ہے جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کر سکو، تیارے خاندان کے لئے باعثِ رحمت و برکت و سعادت و سربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس ہمارے لئے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے علم و فضل و سعادت حاصل کرنے کا انشاء اللہ ذریعہ و سبب ہے۔“

والد ماجد بریلی روانہ ہوئے، اللہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہوا اعلیٰ میں شرکت ہوئی لیکن مولانا محمد حسین اللہ آبادی کے اعتراض پر شبلی کی رہی اور بڑبانی نے بدزگی پیدا کر دی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) چنانچہ یہ دونوں حضرات سب سے واک آؤسط کر گئے، چلتے ہوئے والد ماجد نے امام احمد رضا کے رسالے ”سولاتِ حقائقِ نابردس ندوۃ العلماء“ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا :-

” اس کے ہر سوال کا مفصل جواب لے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔“

اس واقعہ کے بعد والد ماجد محمد سوداگراں (بریلی) میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہاں کی پہلی حاضری تھی ————— والد ماجد نے ایک پرچہ پر اپنا نام لکھ کر ایک بچہ کے ہاتھ اندر بھیجا، چند منٹ بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے، السلام علیکم فرمایا ————— ہاتھ میں ایک لفافہ تھا، والد ماجد سے معاف کیا اور فرمایا:۔

”یہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی خدمت میں ہے کہ ابھی مجھے لفافہ ملا، خط پڑھ رہا تھا اور اس فقرہ پر نظر تھی:

”فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے اس پر نظر کر م فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضانِ علوم ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں۔

عین اسی وقت آپ کا رفقہ ملا، آپ کا اسم گرامی پڑھ کر معاف فرمایا کہ یہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں، ماشاء اللہ وبارک اللہ“

اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے حضرت عبدالمجید کی خیریت پرسی کے بعد بریلی آنے کا سبب دریافت فرمایا، والد ماجد نے مذکورہ کی روداد، شبلی سے گفتگو، سوالاتِ حقائق نا کے ٹائمیل پر مجلسِ عامہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات کہتے ہوئے شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ سنایا ————— اعلیٰ حضرت نے توجہ کے ساتھ تمام واقعات کو والد ماجد کو سینے سے لگا کر فرمایا:۔

”ماشاء اللہ! آپ نے فقیر کی بہترین نیابت و وکالت فرمائی، بارک اللہ!“

اور بے حد مسرت کے ساتھ دریافت فرمایا:۔

”کہاں مقیم ہے؟“

عزیز کی ————— دہشتی اشفاق حسین کے یہاں ————— اعلیٰ حضرت نے

ڈپٹی صاحب کے یہاں سے سامان منگوا لیا۔

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تعلیم کا یہ آخری دور تھا چنانچہ والد ماجد بھی انہیں کے ساتھ امام احمد رضا کے درس میں شریک ہو گئے اور دس مہینے مسلسل امام احمد رضا کے فیض علمی و عملی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور بیعت و ارشاد کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی علمی و عملی، ذہنی و اخلاقی قابلیت و صلاحیت کا بنظر عمیق معائنہ فرمایا اور پھر افتاء و عطا و درس کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسل میں بیعت و اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا، عربی میں ایک سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے نوازا۔ امام احمد رضا کی سند ملاحظہ فرمائیں جو ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو خود تحریر فرمائی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خصص هذه الأمة المرحومة
سبركات الاسناد وسلاسل الاولياء الامجاد والصلوة
والسلام على سيد الاسياد سيدنا ومولانا محمد و
آله وصحبه الكرام الى يوم التناد الامين۔

و بعد فقد سألتني العالم العامل الفاضل الكامل
تقى الشباب نقي الثياب المتحلي بحلية الفضل المعنوي
والكمال الصوري مولانا المولوي محمد عبدالسلام
الجبلفوي نزيل اثنتي عشرة وجهه وقلبه بالضياء النوراني
اجازة الصحاح الستة و سائر كتب الاحاديث والفقه
والتفسير والكلام وغيرها من مرويات عن الجلة الكرام
واذن الوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقة
العرفاء والاسياد تحسین ظن منه بهذا الفقير في ذلك

وان لما كن اهلا لما هناك فاجبته اليه لهما
سرايت من اهلية لدية واجزته بجميع ما اجازني
به شيخى وسيدى ومولائى ومرشدى وكنزى و
ذخرى ليومى وغدى السيد الشاه الى الرسول احمدى
الساهر روى وشيخى فى الحديث السيد الشريف العلامة
احمد بن زهير بن دحلان والسيد الجليل حسين
بن صالح جميل البيل والمولى العلامة عبد الرحمن
بن عبد الله السراج المكيون والشيخ الاجل السيد
الشاه ابوالحسين احمد النورى حفيد حضرة شيخى
و بجميع ما انا ماذون به من السلاسل العلية
القادرية القديمة والجديدة والذوقية و
السنورية والاهلية والجشتية والسهرومية
والنقشبندية القديمة والجديدات والبدعية
والعلوية المنامية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب
النور والبهار فى اسانيد الحديث وسلاسل الاوليار
فكل ما فيه عن حضرة شيخى رضى الله تعالى عنه فانا
ماذون به من لدنه وما فيه وعن غيره فانا مجاز به
عن حضرة حفيده وحامل خيرة وكذلك اجزته
بالوعظ والافتار والندرس بشرائطها المملومة
عند اهله فليثبت وليخش الخطأ والغلط والجرأة
والشطط وليثق الله ربه ولا يخشى من دعائه الصالح
كان الله لى وله فى الدنيا والاخرة ومنحنا جميعا فى
الدارين نعمه الفاخرة آمين - وكان ذلك لثلاث

خلون من ذی القعدة الحرام يوم الجمعة المباركة
افضل الايام سنۃ ۱۳۱۳ من هجرة سيد الانام عليه
وعلى آله الكرام افضل الصلوة والسلام والحمد
لله رب العالمین۔

کتہ عبدہ الذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بحمد المصطفیٰ النبی الامی

مہرستغیل

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت والدہ ماجدہ پر بہت کرم فرماتے تھے اور ان کو بڑی قدر و منزلت کی
نگاہ سے دیکھتے تھے

سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۹ء کو امام احمد رضا، جبل پور تشریف لائے، ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۲۶ھ
مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو مدرسہ بریلوی میں جلسہ دستار فضیلت ہوا، اس میں امام احمد رضا
نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر ایک عجیب شاہکار تھی، ہر فرد کو سماعت تھا اور اکثر کے
انسوجاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان و رفعت مکان اور محبت و فتاوت
کا جو بیان فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا۔ ردوائن تقریر حضرت والدہ ماجدہ کے متعلق کچھ قیمتی
ارشادات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرماتے کے بعد نہایت محبت بھرے انداز
میں فرمایا :-

”اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبدالسلام کی ذات ستودہ صفات
صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے بحمد اللہ
ہے اور میں آج سے مولانا عبدالسلام کے القاب میں خطاب بحمد اللہ

کا اضافہ کرتا ہوں، آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ عیدالاسلام
بوللا اور لکھا جائے۔“

ان مقدس کلمات کے سنتے ہی مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں تکبیر کہہ کر
غلوں و محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔ والد ماجد اعلیٰ حضرت کے قدموں کی طرف
جھکے، اعلیٰ حضرت نے سینے سے لگا لیا اور دیر تک لگائے رہے، محبوب روح پرور،
ایمان افروز اور دلکش منظر تھا اور نزول رحمت و برکت و سعادت کا وقت تھا،
فرہ پائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی، والد نے اعلیٰ حضرت کے دستِ
اقدس کا بوسہ لیا، اعلیٰ حضرت نے آپ کی پیشانی چومی، جب تک یہ منظر رہا، پورا
مجمع کھڑا نہ رہا، تکبیر و رسالت لگاتا رہا، پھر اعلیٰ حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے
اور مجمع بھی بیٹھ گیا۔

اعلیٰ حضرت کو والدِ مجدد سے خاص تعلق تھا، اس خصوصی تعلق کا خوشی و غمی موقع
پر اظہار ملتا ہے، ۱۳۱۲ھ / ۱۹۰۸ء میں جیپا قاری بشیر الدین کا انتقال ہوا، ۱۳۲۲ھ /
۱۹۱۱ء میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اور ۱۳۲۳ھ / ۱۹۱۲ء میں بھائی محمود اشرف کا
انتقال ہوا۔ ان سب مواقع پر امام احمد رضا نے ولداری و غمخواری کی اور تعزیت نامے
ارسال فرمائے۔

اعلیٰ حضرت صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں جبل پور تشریف لائے، بہت سے
لوگ داخل سلسلہ ہوئے، اس وقت جیپا قاری بشیر الدین علیل تھے، ماہ شعبان میں مرض
نے شدت اختیار کی، اعلیٰ حضرت کو مریضہ دکھا گیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل الانکا
صادر ہوا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولنا الکریم

بجائی ملاحظہ مولانا ابیجیل المکرم امیر العظمیٰ العفصل اتام و انیس العام
والعز والاکرام مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام دام مجیدہ و انج مجیدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

نوازش نامہ شریف لایا، مولیٰ سبحۃ و تعالیٰ مولانا قاری
بشیر الدین صاحب سلمہ اللہ و عافادہ کو عافیت نامہ کا طرہ عاجلہ عطا فرمائے
بمقام و کرمہ امین! ماسول کہ ان کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں
اعمال شفاء کہ عرض کر آیا تھا، استعمال فرماتے جائیں واللہ الشافی
السکافی یشفی و یعافی — کھانے کو جو چیز دی جائے،
سورہ طلاق شریف دم کر کے دی جائے، یہ تعویذ حاضر کرتا ہوں گلے
میں ڈالیں اور خیر خیریت سے مطلع فرمائیں، والدہ ماجدہ کی خدمت میں
فقیر کا سلام عرض کریں، نیز مولانا قاری صاحب و اندرون خانہ و نور العین
برہان میاں و زاہد میاں و سائر احباب کو سلام سنت الاسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہ

اندریلی ۱۲ شعبان ۱۴۳۶ھ

یوم الاربعاء

قاری بشیر الدین صاحب براہ عیال رہے، ۲ شوال ۱۴۳۶ھ / ۱۹۰۵ھ کو
صبح نماز فجر کے وقت ان کا انتقال ہو گیا، دوسرے دن یعنی ۳ شوال ۱۴۳۶ھ /
۱۹۰۵ھ کو بریلی میں اعلیٰ حضرت کے بھائی مولانا حسن ضیاء خاں کا وصال ہوا، ادھر سے
چچی کے انتقال کا تاثر کیا اور ادھر مولانا حسن ضیاء خاں کے انتقال کا تاثر آیا، ان اللہ وانا
الیہ راجعون۔

جہادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ / ۱۹۱۱ھ کو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت کو
اطلاع کی گئی تو آپ نے تعزیت کے ساتھ عربی میں ایک قطعہ تارک بھیج بھیجا رسال فرمایا
اعلیٰ حضرت کا تعزیت نامہ اور قطعہ عربی ملاحظہ فرمائیں :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بلا خطہ سامی جامع الفضائل قاصع الرذائل لامع الغواضیل ذی الکرم الحکمت
والاکرام مولانا محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت تعالیٰ و
بورکت ایتامہ و حیاتہ آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ان لله ما اخذ وما اعطى وكل شیء عنده لاجل
مسمى وان من الله عزاء في كل مصيبة وخلفا من
كل فائت وانما المحروم من حرم الثواب وانما
يوفي الصبرون اجرهم بغير حساب وبشر الصبرين
الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا
اليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم
ورحمته واولئك هم المفلحون

وفي الصبر دراسة يعقبها حلاوة
میلوها طلاوة فالهمكم الصبر واعظم لكم الاجر واخلف
لكم الخير وحفظكم عن كل ضير وغفر المرحومة
ووقنها عذاب القبر وبيض وجهها ورفع في
عليين كتابها واولئك هم المفلحون
امین !

بر صاحبزادگان و سائر احباب اہل سنت سلام و دعائے رحمت و
حافیت، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ یوم الحجۃ ۱۴۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ رحلت عقیقا مینہ سکیہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجہ مقدسہ
جناب فضائل نصاب فاضل باب حامی الحسن اہنیہ حامی الفتن البدنیہ
جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری ادا مہر اللہ
بأعین التوہی، آمین !

حلت لمن عبد السلام حلیلة
فی العدن وهي حصیة ورزینة
هی للعفاف مدی الحیوة لزینة
وبعفوس بی فی الممات مزینة
سأل الرضا عام الوفاة مع الدعاء
قلت ارحم الراحمین

۱۴۲۹ھ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ یوم الخمیس ۱۴

۱۴۲۹ھ / ۱۴۲۹ھ میں میرا بھائی تولد ہوا جس کا نام اعلیٰ حضرت نے محمد اشرف رکھا،
۱۴۲۹ھ / ۱۴۲۹ھ کو اس بھائی کا انتقال ہو گیا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع دی گئی، آپ نے
والدہ ماجدہ کے نام مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ جامع الفضائل تقدسیہ قاسم الرذائل الانسیہ مولانا البعل المکرم المہتمم فی المجد
الاتم والفضل والکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ و
بورکت یا مہدیہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کان اللہ لکم فی الدنیا والآخرہ :-

تصدیقات سامی تشریف لائیں، رسالہ دتۃ التاج بھی ملا،

عزیز بھائی محمداثرؔ جعلہ اللہ تعالیٰ فرطالکم واعظم
اجورکم واتم نورکم وادام صبورکم واجزل سرورکم
فی الدین والدنیا والآخرۃ، انا للہ وانا الیہ
راجعون ان للہ ما اخذ وما اعطی وکل شیء عندہ
لاجل مسمی انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ
عندہ اجر عظیم۔ اللہ تعالیٰ برائے میاں کو برائے اسنہ، برائے
الاسلام، برائے الدین کرے، اللہم آمین اللہم آمین
اللہم آمین!

دفع اختلاج کے لئے ۴ بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پانی پر روز دم فرما کر دو ایک جُرحہ نوش فرمایا کیجئے نیز ہر نماز کے بعد اے
یا اللہ یا سرحمن یا سرحیم دل مارا کن مستقیم بحق ایاک نعبد
وایاک نستعین، اول آخر درودِ غوثیہ ایک ایک بار پڑھ کر دن
دم فرمایا کیجئے۔

فقیر دعا گو ان دنوں مبتلائے افکار تھا اور ہے وحسبنا
اللہ ونعم الوکیل، چھپک کی کثرت رہی، فقیر کا ایک نواسہ
قدسی نام، ڈیڑھ برس کا اسی میں جاں بحق تسلیم ہوا، دوسرے نواسے
کو بشت نکلی، تیسرے پر اس سے پہلے ہی بہت امراض کا زور تھا
انہیں میں چھپک بھی نکلی، چوتھے کے جو سب میں بڑا سبے کم نکلی،
چھوٹا نبیرہ بشت اس میں مبتلا ہوا، یہ سب بھگدہم تعالیٰ یکے بعد
دیگر سے شغایاب ہوئے، واللہ الحمد!

رام پور کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذانِ ثانی میں

والد ماجد مولانا عبدالسلام، ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ (۱۳۱۸ھ) اور بریلی (۱۳۱۹ھ) میں شریک ہوئے، پھر جب ندوے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس خلافت ہونے والے اجلاس منعقدہ پٹنہ (۱۳۱۸ھ)، کلکتہ (۱۳۱۹ھ) اور شگلور (۱۳۱۹ھ) میں شریک ہوئے اور امام احمد رضا کی ہدایات و مشوروں پر ان جلسوں میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اجال کی تفصیل یہ ہے :-

ہندوستان میں ندوے کی تحریک چلی اور ہندوستان کے علماء و مشاہیر کے نام دعوت نامے جاری ہوئے، جد ماجد مولانا محمد عبدالکیم حیدر آبادی اور والد ماجد کے نام بھی دعوت نامے آئے۔ والد ماجد کا ابتدائی شباب کا زمانہ تھا، اس نئی تحریک کے اغراض و مقاصد کو دیکھ کر اس کے اجلاس لکھنؤ میں شرکت کا خیال ہوا، جد ماجد سے ذکر کیا، انہوں نے پورے حالات سن کر فرمایا :-

”میں شرکت سے تمہیں نہیں روکنا مگر بہت سمجھداری اور احتیاط

سے کام لینا اور باطل و فاسد خیالات سے اپنے کو بچانا۔“

والد ماجد لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے، الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہو گیا۔ لکھنؤ کا یہ اجلاس نہایت شاندار اجلاس تھا، ہر فرقہ، ہر مکتب خیال کے مشاہیر و سربراہ آودہ شریک تھے، اس اجلاس میں مسلمانوں کی تعلیمی،

مولانا محمد حسین الہ آبادی، اہل سنت کے مشہور و معروف عالم و محدث تھے، ۱۸۵۲ء میں ان کی ولادت ہوئی، شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے منہج حدیث لی، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی سے بیعت ہوئے، خاور سنیا جازت و خلافت حاصل کی، ۱۹۰۹ء میں ۱۳۲۸ھ کو انتقال فرمایا۔ مسعود

والد ماجد نے رسالے کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے ساتھ اجلاس میں لے گئے۔
 ندوہ کی مجلس کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصاب
 تعلیم کو آسان بنانے کے لئے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے درس نظامی کے
 نصاب پر حملہ کیا اور کہا کہ طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں اور عربی فارسی کے ساتھ
 انگریزی کو بھی نصاب تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا، تقریر کے آخر میں علمائے اہلسنت
 اور خصوصاً اعلیٰ حضرت کی ذات مقدسہ پر چوٹیں کیں، شبلی کی تقریر ختم ہوئی، والد ماجد نے
 درس نظامی اور علمائے اہلسنت کے سلسلے میں شبلی کے انداز گفتگو اور طرز تقریر پر اعتراض کیا،
 مولانا محمد حسین الہ آبادی نے والد ماجد کی تائید کی اور چند کلمات بہترین انداز میں شبلی کی
 تقریر کے خلاف فرمائے، شبلی بہت ناگوار جذبے کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سخت لہجے
 میں والد ماجد اور مولانا محمد حسین صاحب پر برس پڑے اور والد کو ٹوٹا "اور مولانا الہ آبادی کو
 "جٹا دھاری" کہہ ڈالا، شبلی کا یہ انداز سب کو برا معلوم ہوا، والد ماجد کھڑے ہوئے اور شبلی
 کی اس پست اخلاقی اور ذاتی حملے پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر علماء و مشائخ و اراکین کو ان کے اظہار خیال پر اس طرح

ذلیل کیا جاتا رہا تو غ

کارِ ندوہ تمام خراب ہوتا

میں مجلس عاملہ کارکن خصوصی ہوتے ہوئے اپنی اور مولانا محمد حسین

صاحب کی توہین پر احتجاجاً اس مجلس سے جارا ہوں۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے رسالہ مذکورہ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

(بقیہ) اللہ کی پناہ دہکتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا، قرآنِ عظیم فرماتا ہے: افنجعل

المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون؟

سورہ

سہ "جٹا دھاری" کے معنی ہیں ۱۔

۱۔ لہجہ الہ آبادی ہندو غیر۔

۲۔ سانپ جس کے سر پر بال ہوتے ہیں۔

سورہ

”اس کے ہر سوال کا مخلص جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے

تمام ہم خیال ارکان کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔“

اس کے بعد والد ماجد اپنی قیام گاہ پر آئے، پھر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔

حضرت عبدالمجید کے وصال (۱۳۱۷ھ) کے بعد ندوہ کے اجلاس پٹنہ کا دعوت نامہ اور ایک ہدایت پر بل اشتہار والد ماجد کے نام آیا۔ والد ماجد دارالافتاء، درس اور دیگر دینی مشاغل میں مصروف تھے مگر پھر بھی پٹنہ تشریف لے گئے جس کی تفصیل یہ ہے۔

پٹنہ میں مولانا قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی ایک ہدایت با اثر اور صحیح العقیدہ، مستور بزرگ تھے جن کے زیر اہتمام مدرستہ حنفیہ اہل سنت چل رہا تھا، قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو بریلی خط لکھا، اعلیٰ حضرت نے قاضی صاحب کو والد ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والد ماجد کو قاضی صاحب کی اعانت کی ہدایت فرمائی۔ قاضی صاحب کی طلب پر والد ماجد پٹنہ تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب کے مدرستہ حنفیہ اہل سنت کا سالانہ جلسہ دستار بندی ہونے والا تھا۔ ندوہ کے اجلاس میں دو ماہ کی دیر تھی، والد ماجد کے مشورہ پر مدرستہ حنفیہ کے اجلاس بھی انہیں تاریخوں میں مقرر کئے گئے، والد ماجد ندوہ کے حالات کے پیش نظر تجاویز و تحریک و تعاریف کے عنوانات اور لائحہ عمل مجلس انتظامیہ وغیرہ قاضی صاحب و دیگر مشیران کار کے ساتھ ترتیب دیے واپس آ گئے اور سلسلہ مخطوطات برابرقائم رہا۔

رجب ۱۳۱۷ھ کو پٹنہ میں ندوہ کے عام اجلاس کا دعوت نامہ خصوصی والد ماجد کے نام آیا۔

مفت قاضی عبدالوحید، ہندوستان کے مشہور و معروف محقق قاضی عبدالودود ہیر سٹراہکی پوسٹ کے والد ماجد تھے۔ مولانا امام احمد رضا سے بیعت تھا اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، مولانا کی ادارت میں پٹنہ سے ہزار نمونہ حنفیہ نکلا کرتا تھا، ۱۳۱۷ھ/۱۳۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔

اور انہیں ناریخوں میں مدرسہ حنفیہ اہل سنت (پٹنہ) کے اجلاس کا دعوت نامہ اور اعلان پینچے، بریلی سے اعلیٰ حضرت کا والا نامہ آیا کہ ان سے مل کر پٹنہ جائیں چنانچہ خصوصی ہدایت دے کر اور دوسرے دن کے اجلاس میں خود شرکت کے ارادہ کا اظہار فرما کر والد ماجد اور چچا کو خاص دعاؤں کے ساتھ پٹنہ کے لئے رخصت کیا۔

یہ دونوں حضرات پہلی بھیت کے مولانا وحی احمد صاحب محدث سوئی اور بریلی پہلی بھیت کے کچھ علما اعلیٰ حضرت کی اجازت و ارشادات و ہدایات سے کر بریلی سے پٹنہ روانہ ہوئے، ٹرین میں بدایوں کے حکیم عبدالقیوم صاحب، مولانا محب احمد صاحب اور کچھ دوسرے علمائے بدایوں کا ساتھ ہو گیا۔ ————— بنارس اور پٹنہ کے درمیان کسی اسٹیشن پر حکیم صاحب حاجت مزوریہ کے لئے نیچے اتارے کہ اس زمانے میں ٹرین میں ریت الخلاء وغیرہ نہیں ہوتے تھے، ابھی وہ نیچے ہی تھے کہ انجن نے سیٹی دی اور ٹرین چلنے لگی، چلتی ٹرین میں حکیم صاحب نے چڑھنے کی کوشش کی مگر ہر پٹک اور وہ پسیٹ فارم اور ٹرین کے درمیان آگئے اور دوزخ رکڑتے چلے گئے مگر کوئی مصلحت کی زندگی نہیں آیا پھر بھی اندرونی طور پر ایسے مجروح ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور مدرسہ حنفیہ کے آخری اجلاس کے دوسرے دن ۱۴ رجب ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۹۰۲ء کو انتقال فرما گئے۔

۸ رجب ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۹۰۲ء کو علی الصباح مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور اعلیٰ حضرت پٹنہ تشریف لائے۔ ————— مدرسہ حنفیہ کے روزانہ جلسے ہوتے رہے۔ —————

صبح ۱۲ بجے تک اور رات ۲ بجے تک یہ سلسلہ بجائے تین دن کے چار دن تک پوری شان کے ساتھ جاری رہا۔ ————— حضرت والد ماجد چار دن تک تقریر کے علاوہ اجلاس کے نظم و ضبط اور تقریروں کی ترتیب کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔

سلسلہ اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا یعنی ۸ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۹۰۲ء تک، قاضی عبدالوحید صاحب نے دربار حق و ہدایت کے نام سے اس کی روئیداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۵ھ / سنہ ۱۹۰۲ء میں مطبع حنفیہ پٹنہ میں طبع ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی پہلی تقریر مسلسل تین گھنٹے ہوئی، مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی احمد دوسرے علمائے اہل سنت کی تقریروں اور بیانات نے تحریکِ ندوہ کی اصلی تصویر پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اعلیٰ حضرت نے کھلے اجلاس میں "فتاویٰ الہرمین برحبت ندوۃ الہین" پیش فرما کر ہر طبقہ فکر و خیال کو اس پر غور و فکر کی دعوت دی اور اہل ندوہ کو باہمی فہم و تفہیم کے لئے بلا یا مگر کوئی نہ آیا۔ اس موقع پر بہت سے علماء و عوام نے جو تحریکِ ندوہ میں شریک ہو گئے تھے، اندوہ سے اپنی علیحدگی اور جماعتِ اہل سنت میں شمولیت کا اعلان کیا۔

۱۳۱۹ء میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے جلی حروف میں پوسٹر شائع ہوئے حاجی لعل خاں صاحب نہایت صمیم العقیدہ، متضلع سنی بزرگ ایک فرم، عبداللہ علی رضا کے کلکتے کے آفس میں جنرل منیجر تھے اور کلکتے کے عوام و خواص میں بہت معزز و با اثر تھے، آپ نے ندوہ کے مقابل علماء اہل سنت کے عام اجلاس کا اہتمام کیا، بریلی لکھ کر اعلیٰ حضرت سے تعاون کی درخواست کی اور ہدایات چاہیں، اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی طرف رجوع کرنے کے لئے لکھا اور والد صاحب کو حاجی صاحب سے تعاون کے لئے فرمایا۔

امام احمد رضا اور حاجی صاحب کے تار پر والد ماجد اجلاس سے تین دن قبل کلکتہ پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت بریلی سے اجلاس کے دن تشریف لائے، تحریکِ ندوہ کے رد میں اہل سنت کے اجلاس دو دن منعقد ہوئے اور اہل ندوہ کو کلکتہ سے نامراد ناکام جانا پڑا، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ساتھ کلکتہ سے بریلی گئے، ایک ہفتہ بعد جبل پور آئے، اجلاس کلکتہ کی مختصر وادماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) کے سلسلہ کے کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

کلکتہ کے بعد اہل ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زوردار اجتماع کا اعلان ہوا۔ بنگلور کے سرفاضل عبدالقدوس صاحب نہایت با اثر، صمیم العقیدہ، متضلع سنی عالم تھے، انہیں اس اجلاس کی دعوت صدارت دی گئی، قاضی صاحب نہایت سادہ مزاج، مرنجاں مرنج بزرگ تھے مگر اہل ندوہ اور اہل دیوبند کے خیالات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے

اس دعوت کو رد کر دیا اور عام مسلمانوں کو ان کے خیالات سے بچنے کی تلقین فرمائی۔
 قاضی صاحب نے اجلاسِ ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا،
 اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والد ماجد کو بنگلور جا کر قاضی صاحب
 سے تعاون کی ہدایت فرمائی، بنگلور سے قاضی صاحب کا دعوت نامہ آیا جس میں تفصیلات
 درج تھیں، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں بنگلور روانہ ہو گئے۔

والد ماجد اجلاسِ ندوہ سے ایک ہفتہ قبل بنگلور پہنچ گئے اور تقریروں کا سلسلہ
 شروع ہو گیا جس میں آپ نے اہل سنت و جماعت اور مخالفین اہل سنت کے افکار و عقائد
 کو بیان فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ اہل ندوہ کو اپنا اجلاس متوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد تہنی
 سید عبدالقدوس کی صدارت میں اہل سنت کا کھلا اجلاس ہوا جو نہایت کامیاب رہا،
 مخالفین کو باہمی افہام و تفہیم کے لئے دعوت دی گئی مگر کوئی نہ آیا۔ قاضی صاحب نے
 اہل سنت کے ان کامیاب جماعت کی خبر بذریعہ تار اعلیٰ حضرت کو بھیجنے والے شخص کے واسطے
 کارہی سے مار پہنچا جس میں والد ماجد کو ان اجتماعات کی کامیابی کی مبارکباد اور سرزندگی
 ولادت کی بشارت دی گئی تھی۔ سب لوگ حیران تھے کہ ابھی تو تاریخ بھی نہیں دیا گیا، اعلیٰ حضرت
 کو کیسے خبر ہو گئی؟ اور یہ فرزند کی بشارت کیسی جب کہ خود والد ماجد کو بھی خبر نہ تھی مگر خدا کی
 شانِ جل پر میں صبح نماز فجر کے بعد میرا بھائی محمد اشرف اسی روز تولد ہوا جس پر وز کامیابی
 کا تار اعلیٰ حضرت کو بھیجا جانے والا تھا۔ ————— حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے :-

اتقوا فراسة المؤمن فانہ ينظرن نور اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت کی فراستِ صادقہ کے نور نے، اجتماعات کی کامیابی اور فرزند کی بشارت
 قلبِ طہر پر اتنا اثر فرمادی ————— اعلیٰ حضرت کے تار کے چند گھنٹے بعد جل پر سے
 ولادت فرزند کا تار پہنچا ————— والد ماجد جل پر میں قاضی صاحب اور اہل جل پر کے
 کے اصرار پر اپنے دو ماہ بنگلور میں رہے، تقریروں وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا، انجنس میں جن
 بنگلور کی طرف سے نہایت شاندار الوداعی جلسہ ہوا جس میں سپاسگاہی وغیرہ پیش کئے گئے
 اور والد ماجد کی بڑی پذیرائی ہوئی۔ —————

اعلیٰ حضرت نے ندوے کی مانند اہل سنت کا ردائوں کو خوب واضح گاف فرمایا اور ان کے بارے میں علمائے حرمین کے سامنے استفتا پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا حرمین کے رفوے مندرجہ ذیل عنوان سے عربی مع اردو ترجمہ شائع ہوئے :-

فتاویٰ الحرمین برحب ندوة السین

۱۴ ۱۳

اس کی اشاعت نے تحریک ندوہ کو بہت صدمہ پہنچایا — ان مساعی کے علاوہ اہل سنت کی طرف سے برابر اہل ندوہ کے قابل اعتراض افکار و عقائد کا تلبہ ہوتا رہا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔

۱۴ تحریک ندوہ امداد اہل ندوہ کے عقائد افکار اور ان پر اہل سنت کے اعتراضات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابوں سے رجوع کریں :-

- ۱۔ حکیم مومن سجاد کانپوری : ندوہ کا ٹھیک فوٹو گراف (۱۳۱۴ھ) مطبوعہ مطبعہ اہل سنت و جماعت، بریلی
- ۲۔ مولوی ضیاء الدین خاں : نزق شرارت ندوہ (۱۳۱۴ھ) ،
- ۳۔ محمد عیسیٰ حاشی بریلی : سوالات و جوابات ندوۃ العلماء ،
- ۴۔ شاہ محمد حسین قادری : تہذیب ندوہ بنام تاریخی تائید الحسنۃ تائید اندوہ (۱۳۱۴ھ) مطبعہ اعران اہل سنت و جماعت ، پٹنہ
- ۵۔ اظہار مکارم اندوہ (۱۳۱۴ھ) اردو رسالہ شرح مقاصد اہل ندوہ ، مطبوعہ بریلی
- ۶۔ تقریبات ثلاثہ (۱۳۱۴ھ) از شاہ محمد ابراہیم ، مولوی محمد حسین بریلی ، حکیم مومن سجاد ، مطبوعہ مطبعہ اہل سنت و جماعت ، بریلی
- ۷۔ حکیم محمد مومن سجاد : غرض صوبہ بریلی شاہجہان پور (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ مطبعہ اہل سنت و جماعت ، بریلی
- ۸۔ محمد عبدالغنی : اشکالات بابت ندوہ ، مطبوعہ مدرکس (۱۳۲۱ھ) وغیرہ وغیرہ

جس سال اعلیٰ حضرت نے والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالسلام کو سند اجازت عطا فرمائی
(یعنی ۱۳۱۵ھ میں) میری عمر تین سال کی تھی، میری ولادت پچھٹنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف
۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۲ء کو نماز فجر کے وقت ہوئی، نماز فجر کے بعد جد ماجد مولانا محمد عبدالکریم
تلاوت فرما رہے تھے، جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت آیہ کریمہ
قد جاءكم برهان من ربكم تلاوت فرما رہے تھے، سنتے ہی فرمایا :
”الحمد لله ! برهان آگیا“

جد ماجد نے میری ولادت پر مادہ تاریخی بھی ارشاد فرمایا جو والد ماجد نے اپنی یادداشت
میں اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ولادت بر خوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق مدظلہ
از

ریختہ کلک گوہر سلک جد ماجدش مدظلہ

حبنا مولود خوش از فضل حق جلوہ گردش در ضار آب و گل
بست و یک از اول ماہ ربیع صبح روز پنجشنبہ منقل
فکر تاریخ ولادت گفت اسے آمدہ برہان حق در خانہ دل

۱۳۱۰ھ

حضرت والد ماجد نے مادہ تاریخ ولادت قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکالا ہے :-

وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفى (۱۳۱۰ھ)

میں سب پانچ سال کا ہوا، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت جد ماجد نے بسم اللہ شریف

کی افتتاح فرمائی اور مبارک دعاؤں، نیک تمنائوں کے ساتھ مجھے پڑھایا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اللّٰهُمَّ رَبِّ یَسِّرْ
وَلَا تَعْسِرْ عَلٰی وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ یَا فَتَّاحُ یَا عَلِیْمُ
اِفْتَحْ بِاسْمِكَ ا. ب. ت. ث. ج. الحمد لله
ما انعم علی و احسن الیّ۔

یہ میری بتائی عمر کی داستان تھی۔

بریلی سے واپس آکر والد ماجد نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں کیونکہ حضرت
جد ماجد بے انتہار ضعیف اور بے صارت بالکل معذور ہو چکے تھے۔ میری تعلیم
صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے
تک ہوتی، عربی والد ماجد، فارسی چچا بشیر الدین صاحب سے جاری رہی درس
کے درمیان اکثر دوران گفتگو اعلیٰ حضرت کا ذکرِ خیر ہوتا تو میرا دل زیارت اور قدیم ہوس
کی تمنائیں بے تاب ہو جاتا۔

۱۳۱۵ء میں جبل پور میں پیگ کی دوبار نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، میں نے
خواب دیکھا کہ میں پیگ میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا
اس خواب کا میں نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا،
میں بھی خواب کو بھول گیا، دو تین ہفتے گزر گئے، ۸ رذی الحجہ ۱۳۱۵ء / ۱۹۰۷ء کو شام
ران میں گلٹی کے ساتھ بخار آیا، ۸ رذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا ادھ گلٹی میں درد بڑھ گیا، حکیم
عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، والدہ ماجدہ سے والدہ اور چچا نے میرے خواب کا ذکر کیا،
اعلیٰ حضرت کو بتا دیا گیا، میرا مرض بڑھتا گیا، بے تعوید کا دن غفلتِ بیہوشی میں اور گھر میں
تمام حضرات کا روتے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نماز قربانی وغیرہ سب بے آنسو
کے ساتھ ادا کئے گئے۔ ۱۱ رذی الحجہ کو دوپہر کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری
گردن پر کوئی ہاتھ لگا، کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا میرے گلے پر کچھ بازو رہے
ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بجائی بہن چاروں طرف کھڑے دور سے ہیں،

میں نے چچا سے پوچھا کیا ہے؟ — جواب دیا وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا،
 اعلیٰ حضرت کا تعویذ ابھی آیا، وہ باندھ رہا ہوں — بھضہ تقاسے میں تعویذ
 مبارک کی برکت سے بالکل اچھا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی —
 اب تو اعلیٰ حضرت کی زیارت اور قدیم ہوسی کا ذوق و شوق دن بدن بڑھتا گیا —
 وقت گزرنا گیا اور تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

سوال ۳۲۲ء / ۹۰۲ھ کو بریلی سے اعلیٰ حضرت کا تار آیا جس میں مرحوم طہیلین
 کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا تھا اور مبہم سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی واپس
 ماجد نے شایعت کے لئے مبہم جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے کے بعد پہنچتے
 اس لئے ارادہ ملتوی فرما دیا۔

ربیع الاول ۱۳۳۲ھ / ۹۰۵ھ کو اعلیٰ حضرت کی سفر مبارک سے مراجعت کی
 اطلاع ملی، والد ماجد نے استقبال کے لئے مبہم کا قصد کیا، میں نے خواہش کی تو
 مجھے بھی لے لیا، چنانچہ والد ماجد، چچا بشیر الدین اور میں بعونہ تعالیٰ مبہم پہنچے، اسٹیشن پر
سیٹھ حاجی نور محمد عثمان، حاجی عیسیٰ خان محمد اور احباب نے استقبال کیا، ان احباب
 سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت صبح تشریف لے آئے، قصائی محلے میں گورے بالو کے
 ہاں قیام ہے۔

ہمارا قیام سیٹھ حاجی نور محمد عثمان کے ہاں رگرم مسجد کے قریب ایک گلی میں
 ہوا، ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، سلام
 کی آواز پر جواب کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک والد ماجد پر پڑے تھی اعلیٰ حضرت
 کھڑے ہو گئے اور دو تین قدم بڑھ کر والد ماجد، پھر چچا سے معاف فرماتے ہوئے
 دعا پڑھی، خیریت پرسی فرمائی، میں قدموں پر پورے رہا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھے
 اٹھایا، والد ماجد نے مجھے پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے مجھے بھی سینہ سے لگایا، میری
 پیشانی پر مبارک رکھ کر دعاؤں سے مجھے تر فرمایا — مدتوں سے جو
 تمنا اور آرزو دل میں تڑپ رہی تھی آج اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی، اعلیٰ حضرت کی

منشی جی نے بسم اللہ اور دیر و شریعت پڑھ کر سلام شروع کیا :

سلام

حضور سخیڑا لوری سلام علیک
 بہ بارگاہ شفیع الوری سلام علیک
 روم بسوئے تو، بہ قدم کنم سجدہ
 نوائے قلب شود سید، سلام علیک
 بجز دست نکشایم بہ پیچ در دستم
 توئی ست قبلہ من جا، سلام علیک
 عطاۃ عم علی کل ذرۃ قامطر
 علی غیت عطا من عطا سلام علیک
 اعلیٰ حضرت کے پاک مبارک پر کچھ قطربے جھلک رہے تھے، جب منشی جی نے
 یہ شعر پڑھا۔

بہ احمد کے کہ رضائیں عجز منائے خداست
 بگو ز من بسلوۃ : اسے صبا سلام علیک
 سامعین اور اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی طرٹ دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب منقطع
 پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا۔

رہی چو بردہ احمد رضا بگو برآں !

بعد ادب بہ شماسیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا، برہان میاں نے لکھا ہے : انا شاہ اللہ ! بارک اللہ !
 پھر فرمایا، میں غور کر رہا تھا کہ جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے، کہاں
 ہیں برہان میاں ؟ — میں ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت نے
 اسٹا د فرمایا :-

”حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم سے نعت شریعت پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے

ہو کر کھانڈنے کی اجازت دی، نعت شریعت کو بہت پسند فرمایا، جسم اقدس پر

بردشامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اٹھا دی

فرمایا حاضر کرے ؟“



امام احمد رضا اور مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری

الہی نگہدار برہان حق
بود دامن از دوسے اعلیٰ حق

امام احمد رضا

اتنا فرما کر سرِ اقدس سے محاسنا کر خادم کے جھکے سر کو سرفراز فرمایا اور دعائے درازی عمر و ترقی علم و ثبات و استقامت فرمائی، نماز جمعہ حضرت نے اسی محل سے پڑھائی تھی، یہ اعلیٰ حضرت کے دستِ کرم سے خادم کی پہلی سرفرازی تھی، الحمد للہ! اعمار مقدس تبرکات میں محفوظ ہے اور عید میلادِ مبارک۔ اور عیدِ غوثیت و رجب میں تقریر کے دوران اسے زیب ہر کرتا ہوں۔

دورانِ قیامِ بریلی والد نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اکتسابِ فیض و تہذیبِ تربیت و تکمیلِ علوم ظاہری و باطنی و روحانی کے لئے بھیجنے کی اجازت چاہی ہم دو ہفتے بریلی رہ کر چلے آئے، پھر شمالِ سالارہ کے دوسرے ہفتے میں بریلی حاضر ہو گئی، دارالافتاء دیکھنا، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھ کر حضرت کے ارشادات لکھنا، وقتِ عشاء تو دارالعلوم منظرِ اسلام میں صدر مدرس مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتا۔ اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحبؒ اور مولانا امجد علی صاحبؒ، ہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے، ہم تینوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا۔

۱۔ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں، امام احمد رضا کے صاحبزادے اور جانشین ہیں، ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۲ء میں بریلی میں ولادت ہوئی، مشہور مفتی، تبحرِ عالم اور عارفِ کامل ہیں، شیخ الحرم سید علوی، لکھنؤ کی اور علامہ سید محمد ابن امین وغیرہ علمائے مکہ نے آپ سے اجازتِ حدیث لی، مخدوم ابوالحسن قدوسی سے بیعت ہیں اور خلافت و اجازت امام احمد رضا سے حاصل ہے، آجکل بریلی رونقِ بخشِ مسندِ ارشاد ہیں۔

۲۔ مولانا امجد علی عظمیٰ، گھوسی خلیفہ عظیمِ گرامی ہیں پیدا ہوئے، تبحرِ عالم و مفتی اور حکیم تھے، مولوی ہدایت اللہ خاں جونپوری، مولانا وحسی احمد محدثِ سواتی اور حکیم عبدالغالی لکھنؤی آپ کے اساتذہ رہے، ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۲ء میں سندِ حدیث حاصل کی، دارالعلوم منظرِ اسلام (بریلی) میں مدرس اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے، دارالعلوم معینیہ (حیدر شریف) میں کچھ عرصہ درس دیا، نواب حبیب الرحمن خاں شروانی مولانا کی تدریسِ مبارک کے معترف تھے، ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۵ء کو ممبئی میں انتقال فرمایا، علامہ عبدالمصطفیٰ ظاہری، مولانا شاد المصطفیٰ، مولانا ضیاء المصطفیٰ اور مولانا رضا المصطفیٰ عظمیٰ آپ کے صاحبزادے ہیں۔

ایک دن میں دارالافتاء میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک شخص ^{بلہ} شکرم بھاگ کے سامنے رُکی
 ایک مولوی صاحب اور ایک صاحب کوٹ پتوں پہنے، ننگے سر، اتر کر ہماری طرف آئے،
 ان کے ساتھ جو مولوی صاحب تھے وہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب تھے۔
 بھاگ کے اندر گئے اور مجھ سے مولانا سید سلیمان اشرف نے دریافت فرمایا، حضرت
 کہاں ہیں؟ میں نے کہا تشریف رکھئے، خبر بھیجتا ہوں۔۔۔۔۔ دونوں
 بیٹھ گئے اور ایک کارڈ نکال کر دونوں کے نام لکھ کر مجھے دیا، میں نے کارڈ اندر پہنچا دیا،
 اندر سے لڑکا آیا کہ حضرت اندر بلا رہے ہیں۔ جب دونوں اندر جانے لگے، میں بھی
 ان کے ساتھ ہو گیا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ڈاکٹر ضیاء الدین سے کہا،
 حضرت کے پاس چل رہے ہو اور ننگے سر؟ ان دونوں میں ترکی ٹوپی
 لگاتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے میری ٹوپی میرے سر سے اٹھا کر اپنے سر پر دکھائی، میں
 نے اپنے سر پر رد مال لپیٹ لیا اور اندر حضرت کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے، فرمایا تشریف لائیے! سلام دعا
 کر کے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت پر سی فرمائی، ڈاکٹر صاحب نے جیب سے نوٹ بک
 نکالی اور ایک سادہ کاغذ پر ریاضی کی ایک شکل انگریزی حروف لگا کر بنائی اور پیش کرتے
 ہوئے عرض کیا کہ اس شکل کے حل کے سلسلے میں مولانا سید سلیمان اشرف صاحب
 نے آپ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی اور
 حضرت کو کاغذ دیا، حضرت نے کاغذ دیکھ کر فرمایا انگریزی حروف میں کیا سمجھوں؟
 ڈاکٹر صاحب نے دوسرے سادہ کاغذ پر وہ اشکال ابجد حروف لگا کر پیش کی اور
 پینل کا اشارہ کرتے ہوئے حضرت سے کچھ عرض کیا، حضرت نے بھی جواب میں کچھ فرمایا،

آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں بہادر شریعت مشہور ہے، حال ہی میں فتاویٰ احمدیہ کی حلاول (مطہر جان) اور
 (۱۹۹۹ء) بھی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بہت سے فاضلین و محققین ہیں جو اپنے

مستور

مستور

اور اہل سنت میں مشہور و معروف۔

لے ایک قسم کی چارپوں والی بند گاڑی۔

چند منٹ کی گفتگو ہی کے بعد ڈاکٹر صاحب بیعت زدہ حضرت کی طرف دیکھ رہے تھے، اُدھر حضرت پیش کردہ اشکال پر غور فرما کر ایک سادے کاغذ پر خوب شکلیں بناتے، کاٹتے، سدھارتے رہے اور اُدھر ڈاکٹر صاحب کی نظر حضرت کی قلم پر جمی رہی۔

۵ منٹ کے بعد ایک صاف کاغذ پر اشکال کو حل فرما کر ڈاکٹر صاحب کو دیدیا گیا، ڈاکٹر صاحب نے دوسرے کاغذ پر اعلیٰ حضرت کی حل کردہ اشکال کو اپنے طور پر انگریزی نشانات لگا کر نقل کیا اور خوب غور کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کو بوسہ دے کر عرض کیا :-

” حضور نے یہ مسئلہ کتنی آسانی سے ۵ منٹ میں حل فرمادیا جسے میں

بہتوں غور کے بعد بھی حل نہ کر سکا اور اس کے حل کے لئے جرمنی یا

انگلینڈ جانو والا تھا کہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری صحیح رہنمائی

فرمائی، میں مولانا کا بہت ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگوں اور

علماء کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔“

ڈاکٹر صاحب کچھ دیر بیٹھے، پھر اجازت لے کر رخصت ہوئے، کاغذات پیٹ کے پتلون کی جیب میں رکھے، میں بھی ساتھ چلا، صحن پار کرنے کے بعد میری ٹوپی واپس کرتے ہوئے بولے :-

” میاں! بڑے خوش نصیب ہو، خوب خدمت کرو اور جتنا بھی فیض

حاصل کر سکو، حاصل کر لو۔“

باہر آ کر چپاٹک میں کرسی پر بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب نے مولانا سید سلیمان اشرف سے کہا :-

” یار! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو،

اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی مذہبی اسلامی علوم کے

ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابله، ترقیت وغیرہ اتنی زبردست قابلیت

اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو بہتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی

حضرت نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنی میں یہ ہستی فوہل پرلہزہ کی مستحق ہے مگر گوشہ نشین رہا اور نام و نمود سے پاک شہرت کی طالب نہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ قائم رکھے اور ان کا فیض عام ہو، مولانا میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے میری مشکل حل کر دی اور مجھے بڑی رحمت سے بچا دیا۔“

میں نے کہا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔۔۔۔۔ ڈاکٹر غنیاء الدین اور مولانا سید سلیمان اشرف مجھ سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئے۔۔۔۔۔

اعلیٰ حضرت کی خدمت میں کم و بیش تین سال فیض حاصل کرتا رہا، سان دنوں ریوے کے سکیئرڈ کلاس کا سیزن ٹکٹ ڈیڑھ سو روپے کرایہ پر ۶ مہینے کی مدت کا ملتا تھا، میں اس ٹکٹ پر بریلی جاتا، جب ۶ مہینے میں تین دن باقی رہتے، حضرت سے اجازت کے کر مکان پر آ جاتا، ایک مہینہ رہ کر پھر سیزن ٹکٹ پر بریلی حاضر ہو جاتا۔۔۔۔۔

دورانِ قیام بریلی، والد ماجد بھی بریلی آئے ہوئے تھے، جیل پر سے میری ایک بچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا، اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا، چہرہ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں ہوئے، میری جانب دیکھا، میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرمایا:۔۔۔
”بران میاں! درود شریف پڑھو“

میں نے پڑھا، پھر مجھے پڑھایا :-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اللّٰہُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مَصِیْبَتِیْ وَ اَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِنْہَا عَلٰی رِیْئَانٍ یَّسِّرْ لَنَا خَیْرًا مِنْہَا اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

یہ پڑھا دینے کے بعد والد ماجد سے فرمایا :-

”ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اہم سرحدی، اللہ تعالیٰ عمنّا کے رہاں تشریف لے گئے۔ تعزیت کے وقت یہ
دعا متعین فرمائی، اہم سرحد نے حضور کے ارشاد پر پڑھ کر تو یہاں تک دل میں یہ خیال کیا
اب ابوسلمہ سے بہتر شوہر کون ملے گا۔ ————— افتقائے حدت کے
کچھ عرصہ بعد جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہم سرحد کو نکاح کا پیغام دیا
اہم سرحد نے حضور کے پیغام کو منظور کرتے ہوئے کہا: یہ تعزیت کی معاہدہ مبارک
کافیض ہے۔ ابوسلمہ تو کیا ملک و ملکوت سے

احلیٰ و افضل اللہ کے محبوب اعظم کی خدمت میرے نصیب میں ہے۔“

۱۳۳۹ھ / ۱۹۱۶ء میں سب معمول ریٹرن بکٹ کا وقت پہنچا ہونے سے پہلے
جل پور آیا۔ یہاں پلنگ نے آفت برپا کر رکھی تھی، روزانہ دوسو کیس کم و بیش ہوتے
رہے، شہر میں ایک قیامت صغریٰ تھی، بیمارے یہاں دو تین بچے مبتلا ہوئے، یہ
پلنگ کی آفت تین چار ماہ مسلط رہی اس لئے میں پھر بریلی حاضر نہ ہو سکا۔ —————
میری اہلیہ کو طاعونی شدید بخار کے ساتھ نونیہ، کھانسی، سینہ میں درد، غفلت، ہڈیاں
کی شکایت ہو گئی، علاج جاری تھا، اعلیٰ حضرت کو تار سے دعا کے لئے عرض کیا گیا
حالت نازک تر ہو گئی، مولدین کا اندازہ بالویسی دیکھ کر سب گھبرا کر کس و پریشان، دو تین دن
بیہوشی، ہڈیانی، سرسامی حالت رہی، نبض گرتی جا رہی تھی، رات بھر میں پلنگ کے قریب
بیٹھا رہا، نبض پر ہاتھ، قریب ہی میری خالہ اور بہن بیٹھی رہیں، ایسا معلوم ہوا تھا
کہ یہ ان کی آخری شب ہے۔

پلنگ کے قریب میں نے مصلیٰ بچھا کر نماز فجر ادا کی، سانس کی آواز نہ تھی نماز
کے بعد پاس بیٹھا، آنسو جاری، نبض پر ہاتھ، سورہ یسین شریف زبان پر، اس وقت
صبح کے ۹ بج رہے تھے، زبان پر ذلک تقدیر العزیز العظیم تھا کہ نبض کچھ امید افزا ہوئی
دیکھا تو وہ آنکھ کھول کر مجھے دیکھ رہی ہیں، میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر یسین شریف
آگے پڑھنے لگا، مجھ سے کہا، تیسرے دن آنکھ کھولی تھی، الفاظ سمجھ میں نہ آئے،
میں نے پھر کلمہ پڑھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ ————— آنسو جاری تھے، لٹیٹاتی

زبان سے کہا، ابھی کرن آئے تھے؟ ————— پھر سے پراسید کی جھکسبائی، میں نے الحمد للہ کہہ کر کہا بیگم! میں بیٹھا ہوں اور کوئی نہیں آیا ————— کا واہ! ابھی آئے تھے، گھر کے سب نے گھیر لیا ————— پوچھا کون تھے؟ ————— کیسے تھے؟ ————— بتایا ایک سفید وارطھی والے بزرگ تھے، سفید ڈھیلا شاپیر پہنے، عمامہ باندھے ————— پوچھا انہوں نے کیا فرمایا؟ ————— کہا میرے سر پر اپنا رومال رکھ کر کچھ پڑھتے رہے، پھر کہا بیٹی! تم اچھی رہو، گھبراؤ نہیں، میں نے اس کے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو ایک دم آنکھ کھل گئی، دیکھا، تم کھڑے ہو ————— میرے دل میں اعلیٰ حضرت کا نقشہ باعث تئیر قلب ہوا، نبض اعتدال پاتی جاری تھی۔ چونکہ رات میں کئی بار والد ماجد دیکھنے آئے تھے اور ہر وقت مایوسی کے ساتھ نزع کی آسانی کے لئے دعا پڑھ کر گئے، اس وقت اصلاح پذیر حالت اور خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کی خبر دینے والد کے پاس جانے کے لئے اپنے کمرے سے باہر نکلا، دیکھا، والد خود تشریف لارہے ہیں، دست مبارک میں ایک لفافہ ہے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:۔

”برا نوا! اعلیٰ حضرت کا دعا نامہ تشریف لایا ہے جس میں تعویذ ہیں

حسب ہدایت ولہن کو باندھو، اللہ تعالیٰ لے شفا فرمائے“

یہ فرماتے ہوئے کمرے میں آ گئے، مریضہ کو ہشیار دیکھ کر پوچھا، کیا حال ہے بیٹا؟ ————— مریضہ نے سلام کیا، جواب میں دعا دے کر میری جانب دیکھا، میں نے خواب کی پوری کیفیت بیان کی، والد نے الحمد للہ کہہ کر چار پر دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مریضہ کو دی، اس نے آسانی سے پی لی، والد نے فرمایا:۔

”بیٹی بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی اور اسی

وقت ان کے تعویذ بھی آئے، انہیں حسب ہدایت باندھ دو، اب تم انشاء اللہ

بالکل اچھی ہو، یہ اعلیٰ حضرت کا روحانی فیض ہے، اللہ عز و جل حضرت کے

سایہ تاد ظل عافیت کو اذیر قائم و دائم رکھے۔ آمین“

— تعویذ باندھ دئے گئے، اشافی مطلق نے شفا عطا فرمائی، الحمد للہ حسبنا اللہ وکفی، تعویذات کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل والا نامہ ارسال فرمایا تھا۔

مکتوب اعلیٰ حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بملاحظہ گرامی مولانا لاجعل الکریم لغفران عامی الاسلام دلسن حاجی الکفر وار لغفران
مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب کادری برکاتی ام الفضل والبرکات
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

اس وقت نامہ ملا، مولیٰ عزوجل قرۃ العین مولوی برہان میاں سلمہ کو
بفضلہ وکریمہ نعم السبل علیہ صلیح عالم باعمل عطا فرمائے اور ان کے گھر شفا
آمین آمین۔ فقیر کو بھی پانچ روز سے تپ آتی ہے، تین روز غفلت رہی
کل مسلسل تھا، اب بکرت دعا رسامی بکلمہ اللہ تعالیٰ بہت تخفیف ہے، البتہ
دماغ و صدر پر نوازل کی کثرت ہے، حرارت کا بھی بقیہ ہے اور ضعف اندہ
اسی حالت میں یہ چاروں تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حاضر کرنا ہوں جس پر
یا سمیع کھا ہے، سیدہ پر ہے، جس پر یا علیم ہے، بازو پر باقی دو
ایک سیدھے بازو، دوسرا بائیں پر باندھ کر ٹیڑھ گھنٹہ انتظار کریں، اس میں
اگر کھار اتر جائے نہا، ورنہ سیدھے کا بائیں، بائیں کا سیدھے پر باندھ دیں
— تبدیلی پر وہ تعویذ جس پر یا علیم ہے، نہ بولے، شام کو
ایک کٹورے میں پانی بھر کر شبنم میں کھ دیں اور اس پر کوئی قلم یا نیزہ،
بسم اللہ کہہ کر کھ دیں، صبح بعد نماز اس پر سات مرتبہ الحمد للہ، آیتہ الکرسی
ایک بار، تینوں قل تین تین بار اول تاخر وہ و شریعت تین تین بار پڑھ کر

دم کریں اور آپ یا برہان میاں یا کوئی ظہر^{۱۵} اس کے چھینے ان کے منہ
اور سینے پر بوقت ماریں، ہر چھینے کے ساتھ کہتے جائیں :-

اللہم اشف امتک وصدق رسولک صلی اللہ علیہ وسلم
تھا اس عمل مبارک کے فوہن ہیں، کیسا ہی سخت بخار جبکہ معاذ اللہ مزمن یا
تپ دق عیاذ باللہ ہو لا یجاوز تسعایا دن اللہ تعالیٰ
والسلام مع الاکرام۔

بخدمت والدہ صاحبہ سلام بہ برہان میاں و سائر اعزہ - والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

اعلیٰ حضرت کے لطف و کرم، غنوار ی و دلدار ی کا سلسلہ بلا بر جاری ہے، ۱۳۳۶ھ
میں میری بچیاں فوت ہوئیں تو اعلیٰ حضرت نے تعزیت نامے سے نوازا اور انتہا درجہ
کی ہمدردی و غنوار ی فرمائی، مکتوب گرامی یہاں نقل کیا جاتا ہے جو غمزدوں کے لئے
ترباق و اکیر کا حکم رکھتا ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بنا خطہ مولانا ابجیل الکریم ذی المجد و الکریم و الفضل الاثم حامی السنن و حامی الفتن
عبد الاسلام و نور عینی و درۃ زینی مولوی برہان الحق و حافظ صاحب کرم
کر فرمائے رقم حافظ محمد غوث صاحب علم و اکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- اللہ عز و جل کا ہے جو اس نے دیا و

۱۵۔ بالعموم شادی وغنی میں غم و ناغرم کی تیز لٹ جاتی ہے گرام احمد رضا کے اتباع شریعت کی یہ شان ہے
کہ زندگی کے ہر مرحلے پر شریعت کی پابندی کی ہدایت کرتے نظر آتے ہیں، اس سے ان کے مقام تقویٰ و
مقام عزیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسی کا ہے جو اس نے لیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر معین، جس میں کی بیشی ناممکن اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہوا، صبر والوں کے لئے اجر بے حساب ہے۔ جو چیز گئی، بے صبری سے واپس نہیں آسکتی، ہاں ثواب کہ اس سے کروڑوں درجہ اعلیٰ ہے، جاتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے، جب مسلمان کے نابالغ بچے کی روح قبض کر کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہِ نبوتؐ ہوتے ہیں، فرماتا ہے کہ ”کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟“ اور وہ اعلم ہے۔ عرض کرتے ہیں: ”ہاں آپ نے“ رب! فرماتا ہے، ”کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟“ عرض کرتے ہیں، ”ہاں اسے رب!“ فرماتا ہے، ”پھر اس نے کیا کہا؟“ عرض کرتے ہیں، ”الحمد للہ، تیری حمد بجالایا“ فرماتا ہے، ”گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے ایک مکان بنا دیا اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔“ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث میں ہے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا، فرمایا :-

الحمد للہ دفن البنات من المکرمات

”بیٹیوں کا دفن کرنا عزت کی بات ہے“

سولی عزوجل دونوں صاحبوں کو نعم البدل عطا فرمائے۔ برہان میاں کو عمر اعلم و حمل و عزت کا بیٹا دے کہ ان کے اور حضرت مولانا عبدالاسلام کے قتل کرست میں ماریج عالیہ کو پہنچے، عالیہ سلیمہ باہت برکات دادرین والدین رہیں، آمین۔

دونوں ہی برادر عزیز نور بخشی برہان میاں کی دلس اندھا محرومیت

صاحب کے گھر میں چاروں صاحب یہ پرخصیں :-

الحمد لله انالله وانالالب راجعون على ربنا

ان يبد لنا خيرا منها۔

اول آخر درد و شریف، ان شاء اللہ العزیز نعم البدل عطا ہوگا۔

آٹھ ماہ سے میری منجلی رط کی سہما اللہ تعالیٰ دعا فرما یا بخیر علیل ہے،

معدے میں صلابت، گردوں میں چپک، پسلیوں میں درد۔۔۔۔۔

اسی حالت میں اس کا ایک رط کا جانا رہا، ایک پار سال گیا تھا، بغضہ تھا

بہت صابرہ ہے، اب میں روز سے صاحب فراش ہے، اس حالت

میں بھی عصا و تکیہ کے سہارے سے جیسے بنتا ہے، فرض کھڑے ہو کر

برابر ادا کرتی ہے، سنن وغیرہ بیٹھ کر، وہ مجھے بہت عزیز ہے، اس کی شفا

کے لئے سب صاحب دعا فرمائیں، التزام کے ساتھ فرمائیں، پنجگانہ

نمازوں اور حلقہ درد و شریف کے بعد چند روز تین تین بارہ توجہ طلب

www.nafseislam.com

یہ دعا پڑھا کریں :-

یا حلیم یا کریم اشفع امت النبی ام کلثوم

مولیٰ تعالیٰ یا بخیر آپ حضرات کی دعا بظہر الغیب سے عطا فرمائے۔

رمضان سے اب تک میرے زیرِ ناف ایک درد کے تیرہ

دورے ہو چکے ہیں، حسب اللہ و نعم الوکیل۔

حضرت مولانا! میرا التزام یہ ہے کہ کارڈ میں بسم اللہ شریف

یا کوئی آیت یا اسمِ جلالت یا دونوں اعلامِ طیبہ رسالت نہیں لکھا کرتا،

فتویٰ جو کارڈ پر لکھتا ہوں، اس کا ختم و هو تعالیٰ اعلم پکرتا ہوں

نامِ اقدس آتا ہے تو ”خود صلی اللہ علیہ وسلم“ کی جگہ ”علیہ افضل الصلوٰۃ و

السلام لکھتا ہوں، سب صاحبوں کو دعا، سلام، والسلام۔

فقیر احمد رضا خفہ ۱۶ رذی القعدہ ۱۴۳۸ھ

جیسا کہ عرض کیا جس سالہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۷ء میں بریلی سے جس جیل پورا آیا تو پٹیک کے پھیلنے، اہل خانہ اور اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے پھر بریلی نہ جاسکا اور اس طرح سلسلہ قلمذ کو بظاہر ختم ہو گیا مگر اعلیٰ حضرت کی فیض رسانی کا سلسلہ برابر جاری رہا چنانچہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت جیل پور تشریف لائے تو چونکہ دوران قیام بریلی علم توقیت سے خادم کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جیل پور میں خادم کے لئے فن توقیت میں رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ خادم کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کی بریلی مراجعت کے بعد میں نے "جدول تعدیل السنہ" بنا کر حاضر کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :-

"جدول کی تمجید حاضر، اشار المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک المولیٰ، اب جدول مطالع البروج باقی جیل پور عرض شالی الحاشی بنائیے۔۔۔۔۔" یہ

۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کے دست مقدس سے خادم کی جیل پور میں دستا ربندی ہوئی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سنہ مذکورہ میں اعلیٰ حضرت بریلی سے جیل پور تشریف لائے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء سینچر کو بعد عشاء عید گاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا، تین چار ہزار کا مجمع تھا، مولانا عبدالاحد صاحب پھر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے تقریر فرمائی، اس وقت تک لاہور سپیکر کا استعمال عام نہ ہوا تھا، دونوں تقریروں میں مجمع سے آوازیں اٹھیں، "ذور سے بولئے، سنائی نہیں دے رہا"۔۔۔۔۔ مگر یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ مجمع کے بالکل آخری کنارے کے لوگوں نے اچھی طرح حضرت کی تقریر سنی۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر عجیب شاہکار تھی، ہر فرد کو سماعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان و رفعت مکان اور محبت و

لہ اعلیٰ حضرت کے سادہ فن توقیت، جدول تعدیل السنہ اور فالانہ سے کا عکس آخر میں نوادہ دار امام احمد رضاؒ کے عزائم کے تحت پیش کر دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فنائیت کے بارے میں جو فرمایا یہ حضرت ہی کا حصہ تھا۔

دورانِ تقریر والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وصایات اور بہترین کلمات بغير ارشاد فرمائے جو پچھلے عرصے کے جاچکے ہیں۔ جب والد ماجد پر عنایات و نوازشات کا سلسلہ جاری تھا اسی وقت حضرت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب نے سرپوش دھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت کے حضور پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے سرپوش ہٹا کر علامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر اس خادمِ آستانِ برہان کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ والد ماجد کو مبارک خطاب عمید الاسلام سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

”مولانا عمید الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند، دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے، اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباع سنت و شریعت وغیرہ میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے، میں اپنے اس روحانی فرزند سعادت مند محمد برہان الحق کو دستِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔“

اتنا فرما کر اپنے دستِ مبارک سے تمام میرے سر پر تین پھیرے پیٹ کر والد ماجد کو دے کر فرمایا ”آپ تکمیل کر دیں“۔ والد نے تین پھیرے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام کو دیا، آپ نے تکمیل فرمائی الحمد للہ حلقہ اکرامہ و انعامہ و احسانہ، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”رب العزت تبارک و تعالیٰ میرے روحانی والدِ اعز کو ان کے برہان الحق کے ساتھ ’برہان الدین‘، ’برہان الملئہ‘، ’برہان السنۃ‘ بنائے اور حضرت عمید الاسلام کے ظلِ رحمت و عاطفت کے تحت دینِ متین و شرعِ مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں یہ رسم بریلی میں منظرِ اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق کہ

جیل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا، بارک اللہ!

اعلیٰ حضرت کے منیر پردہ افروز ہونے کے وقت بطور تھکر و سپاس نامہ
کچھ کلمات عرض کئے، اس وقت فی البدیہہ چند اشعار ذہن میں آئے جو بہت پسند کئے
گئے، سب اشعار تو یاد نہیں، صرف تین شعر یاد رہے۔

جب عید ہوگی، ہوگی، یہاں عید آج ہی والہ شکانِ امن احمد رضا کی ہے
گری ہے، تپ رہا، درد ہے کلفتِ مگر کی ہے ان سب پر پیوے کی صورتِ بلا کی ہے

خالی گئی نہ پھر بھی تزی آستانِ رسی

بران یہ خوبی تہ سے خلوصِ مصفا کی ہے

دو نیچے رات کو صلوٰۃ و سلام و دعا پر نہایت کامیابی کے ساتھ مبارک جلسہ ختم ہوا،
الحمد للہ! مصافحہ و قدم بوسی کے لئے مجمع نے اسٹیج کو گھیر لیا، صبح چار بجے مکان پر پہنچے،
نمازِ فجر کے بعد آرام فرمایا۔

جیل پور میں اعلیٰ حضرت نے دستارِ فضیلت و سندِ اجازت کے ساتھ ساتھ سندِ
خلافت سے بھی نوازا، پھر عربی سندِ ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء
عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی، خادمِ برہان کو جو سندِ عطا فرمائی، اس میں اپنے دستِ
مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

سند

یا ولدی و میرد کبیدی و قرة عینی و عزة نہایی

ابن الفاضل العاصل جامع الفضائل قاصم الرذائل

مولانا المولوی عبد السلام وقد لقبته عید الاسلام

جعلک اللہ کاسمک برہان الحق المبین و ناصر

الدین المبین و کاسر سوسن المفسدین امین۔

فقیر احمد رضا قادری مخفی عنہ

فی جلعفر بحفہ

اعلیٰ حضرت نے ازراہ شفقت و عنایت خادم کے رسائل پر تفریطیں بھی تحریر فرمائیں
چنانچہ سیالپور (یو۔ پی) سے ایک استفتاء ساداتِ ماہرہ کے ایک بزرگ افاضی حسین صاحب
نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں خادم نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل
عنوان سے تحریر کیا :-

اجلال الیقین بتقدیر سید المرسلین

۳۷ ۱۳

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تفریط تحریر فرمائی جو
خادم کے لئے ایک نہایت مستحکم سند ہے۔ الحمد للہ :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ فقیر مغرور القدر اس تابعِ منیت و زرعِ نطفیت کے مطاع
سے سرور ہوا، مولیٰ عزوجل اس کے مولف سعید حمید رشید فرزندِ ولید مسعود
مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کا سبب دلیل الصدق
و پیرہان الحق کو دارین میں مدارجِ عالیہ و مدارجِ جلیہ کرامت فرمائے،
بھلکہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد محمد العلماء زبدۃ العفلا راعی السنن مامی لفتن
حسنہ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام سلسلہ السلام
لحمایۃ الاسلام و شکایۃ الکفرۃ و المبتدعین اللہام
و ادام فیضہ الی یوم القیام کے برکات میں :-

و حسن نبات الارض من کرم

غفر اللہ تعالیٰ لی و لہما و لجسمیع اخواننا اہل السنۃ و
وقانا جمیعاً برحمتہ من کل فتنۃ و محنتہ بجاہ سید
الانس و الجنۃ علیہ و علیٰ الہ و صحبہ و ابنتہ و حنبتہ

الصلوة والسلام علی مراللیالی والایام آمین۔
 فقیر احمد رضا قادری عظمیٰ عنہ



احمد اللہ خالق النسم
 ذارعی اللوح بارہی القلم لہ

بریلی سے آنے کے بعد پھر ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں بریلی جانا ہوا جب
 گاندھی نے تحریک ترک موالات چلائی اور ملک میں ایک بیجان برپا ہو گیا، اس کی
 تفصیل آگے آرہی ہے۔ جب میں بریلی پہنچا تو رجب ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں آل انڈیا
 کانگریس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام ابوالکلام آزاد کی صدارت میں بریلی جلسہ
 ہونے والا تھا جس کی دعوت اعلیٰ حضرت کو بھی دی گئی مگر آپ نے رد فرمادی بہرہ
 سید سلیمان اشرف بہاری کی سرکردگی میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ۲۷ سوالات لیکر
 ایک وفد ابوالکلام آزاد سے جواب طلبی کے لئے روانہ ہوا، میں بھی ساتھ ہوا جگہ
 میں آزاد سے دو دو گ باتیں ہوئیں، تفصیل آگے آتی ہے۔

میں دو ہفتہ بریلی رہ کر جبل پور گیا، رمضان المبارک کے بعد اعلیٰ حضرت کا
 مزاج سخت نامناسب ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھڑائی تشریف لے گئے، یہاں
 جبل پور میں میری بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور ب سے پہلا لڑکا محمد لسان الحق، دونوں
 ایک ہی دن میں انتقال کر گئے۔ صبح چار بجے بچی کا اور چھ بجے بچہ کا
 انتقال ہو گیا اور انہی کے بعد میرے چچا زاد بھائی عبدالقیوم کا بھی انتقال ہو گیا،
 اعلیٰ حضرت کو خبر کی گئی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

۱۔ رسالہ اجل یقین پلے بار مطبع اہل سنت و جماعت، کلکتہ میں چھپا جس میں یہ تقریف شامل ہے: مصنف
 کا دوسرا رسالہ میقات الصلوات عن محل البدعات (۱۳۹۰ھ) الہ آباد میں طبع ہوا، اس پر اعلیٰ حضرت کے
 صاحبزادے مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی تقریف ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اَشَدَّ اَلْبَلَاءِ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ اَشَدَّ اَلْاَمَثَلِ فَاَلَمْثَلِ

جانِ پیرِ نورِ برِ جعدِ اللہ تعالیٰ کا سہِ برہانِ الحقِ لبینِ و عزیزِ ہ خفیفِ اتمِ کبیر
سَلَّمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی

اِسْلَامِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ :-

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْہِ

رَاجِعُونَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ ————— اِنَّا لِلّٰهِ

مَا اخَذَ وَمَا اعْطٰی وَکُلَّ شَیْءٍ عِنْدَکَ بِاَجَلٍ وَاِنَّمَا

الْمَحْذُومُ مِنْ حَرَمِ الثَّوَابِ وَاِنَّمَا یُوفٰی الصَّابِرُونَ

اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

”بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اسی کا ہے جو اس نے دیا

اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی نامتصور ہے

اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو گیا اور جو صبر کریں، انہیں کے لئے

ان کا ثواب بے حساب ہے پورا“

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبرِ جلیل و اجرِ جزیل و نعم البدیل

عطا فرمائے، تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :-

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَ

نَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ

لَبِشْرَ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُصِیْبَةٌ

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ؕ اُولٰٓئِکَ

عَلِیْہِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّہُمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِکَ

ہُمُ الْمُهْتَدُونَ ؕ

اسفارِ امام احمد رضا

WWW.NAFSEISLAM.COM

وطن گر چه آرام را درخیزست
جبل پور مارا از خوش ترست

امام احمد رضا

رجب ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۱ء میں اعلیٰ حضرت مدرسہ حنفیہ اہل سنت کے اجلاس میں شرکت کے لئے بریلی سے پڑتہ تشریف لے گئے اور وہاں ایک اجلاس میں تین گھنٹے مسلسل آپ کی تقریر ہوئی۔ ۱۳۱۹ھ / سنہ ۱۹۰۲ء میں کلکتہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۲ھ / سنہ ۱۹۰۴ء میں اعلیٰ حضرت بمبئی کے راستے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۵ء میں ماہ ربیع الاول میں بمبئی کے راستے ہی واپس تشریف لائے والد ماجد کے ساتھ خادم بھی بمبئی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت کے دیوار سے مشرف ہوا، بمبئی کے قیام کے دوران چند قابل ذکر حالات سامنے آئے، ملاحظہ فرمائیں :-

- ۱۔ قضائی محلے کی مسجد میں نماز جمعہ اعلیٰ حضرت کی امامت میں ادا کی گئی۔
- ۲۔ سینچر کو قضائی محلے کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا، منبر کے قریب والد ماجد اور چچا کے پیچھے میں دیوار سے ٹک کر بیٹھا تھا، مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، ایمان افروز نورانی تقریر سے مجمع پر محویت طاری تھی، تقریباً ایک گھنٹے بعد مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، خواب میں دیکھا، ایک عجیب دلکش نور سے پوری فضا منور ہے، درود و سلام کی سرور افزا آواز سے بیدار ہوا، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت منبر سے مجھے کھڑے دست بستہ "الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھ رہے ہیں، چشم مبارک سے قطرات ٹپک رہے ہیں اور پوری مسجد صلوة و سلام کی آواز سے گونج رہی ہے، میں بھی صلوة و سلام

۱۔ اس تقریر کا خلاصہ قاضی عبدالوہید نے اپنی تالیف مدارج حق و ہدایت (مطبوعہ چاند ۱۳۱۵ھ)

میں شامل ہو گیا، اعلیٰ حضرت کے آنسو جاری تھے اور جس والہانہ انداز سے
محصولۂ وسلام تھے وہ عجیب کیفیت افزا تھا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں
_____ صلوة وسلام سے فارغ ہو کر اعلیٰ حضرت منبر پر تشریف لائے،
آدمہ گھنٹے بعد دعا پر تقریر ختم ہوئی، مصافحہ، قدم بوسی میں ایک گھنٹہ صرف ہوا
ہم اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر قیام گاہ واپس ہوئے _____
راستہ میں چچا سے میں نے مسجد میں دوران وعظ خواب کا ذکر کیا، خواب
کا واقعہ سن کر والد اور چچا میں یہ گفتگو ہوئی :-

اعلیٰ حضرت مدینہ طیبہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و
عظمت و توقیر و تعظیم پر بیان فرما رہے تھے، یکایک کافی بلند آواز سے
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر منبر سے اتر کر ہاتھ باندھ کر
عجیب رقت آمیز آواز میں صلوة وسلام پڑھتے ہوئے قبدرخ کھڑے
ہو گئے، ولادت مبارک کا ذکر نہ تھا، نہ وعظ ختم کرنے کا ہی کوئی انداز
تھا، اعلیٰ حضرت کی باطنی روحانی نظر مبارک نے دیکھ لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس لئے فوراً منبر سے اتر آئے اور صلوة وسلام
عرض کرنے لگے، بہت ہی بابرکت و سعادت محفل تھی اور اعلیٰ حضرت کی
بالکل ظاہری کرامت ہے۔

قیام گاہ پہنچے تو اور بھی لوگ ہمارے ساتھ تھے، بیٹھ گئے
اور والد ماجد نے مجھ سے میرے خواب میں نظارہ کی کیفیت دریافت فرمائی
اور سن کر میری دونوں آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیا اور فرمایا "انشاء اللہ!
تو بڑی قسمت والا ہے۔"

صبح حسب معمول ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدہ تہذیب
کا مجمع تھا، حضرت کھڑے ہوئے ہمارے مصافحہ و قدم بوسی کے بعد حضرت نے والد
کو پیو میں جگہ دی، سب بیٹھ گئے۔

ایک صاحب سفید گھنی واڑھی، تڑپاڑپنی لگائے، اعلیٰ حضرت کے سامنے
 قریب بیٹھے ہوئے، آنسو جاری، کچھ ذکر کر رہے تھے، انہوں نے ذکر
 شروع کیا۔

رات وعظ میں وہ مسجد کے درمیان دروازے سے لگے ہوئے بیٹھے
 تھے اور آنکھیں بند تھیں، محویت کے عالم میں دیکھا کہ ایک نور محیط ہو گیا،
 اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی آواز پر آنکھ کھولی تو سامنے
 سارا مجمع کھڑا صلوٰۃ و سلام پڑھ رہا ہے۔

یہ سن کر والد ماجد نے عرض کیا، جنو یہی منظر برہان نے بھی دیکھا ہے
 اعلیٰ حضرت نے صرف یہ فرمایا:۔

”یہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا کہ تجلی فرمائی، الحمد للہ“

۳۔ ایک روز اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا ”آج عصر کے بعد ایک
 مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندہ چلنا ہے، واپسی میں مغرب
 تک شریف میں ادا کر کے دعوت ہے، آپ عصر کے پہلے آجائیں“ ہم لوگ
 حسب ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ باندہ پہنچے
 مسجد کے مشرق کی جانب ایک ٹین کے ہال کے باہر بڑا مجمع تھا، اعلیٰ حضرت کو
 دیکھ کر مجمع نے ہلاستہ دیا، حضرت کے پیچھے ہم لوگ ہال میں داخل ہوئے،
 تخت پر ایک بزرگ عمامہ باندھے، پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے، دلال الخیرات

۱۔ یہ بزرگ شاید حضرت مولیٰ مساک تھے جن کا نام احمد رضا نے لفظیات (حصہ دوم، ص ۳۸)
 میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:۔

”کچھ مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا،

حضرت سیدی مولیٰ مساک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاہدِ دیوبند تھے احمد آباد میں مزار شریف

شرعیہ دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل پڑھنے میں مصروف ہیں،
 اعلیٰ حضرت کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کتاب بند کر دی، اعلیٰ حضرت
 سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا، ہم سب قدم بوسی کر چکے
 تھے تو ہم سب کو ایک بڑے ہال میں بٹھایا گیا، پورا ہال بھرا ہوا تھا، چند منٹ
 بعد وہاں کے منتظم خاص حاجی قاسم آئے، اعلیٰ حضرت سے عرض کیا، جو
 لوگ مجذوب صاحب کی زیارت کو آتے ہیں ان کے لئے چار، کافی،
 قہوہ تیار رہتا ہے، حضرت جو فرماتے ہیں پلایا جاتا ہے، آپ حضرات
 کے لئے دریافت کیا گیا تو فرمایا، چار، کافی، قہوہ میں سے جو چاہو فرمائیے
 وہ اس وقت پلایا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، بزرگ نے
 چار، کافی، قہوہ تینوں کا نام لیا ہے اس لئے تینوں کو ملا کر پلایا جائے،
 چنانچہ ایک بڑے سا وار میں تینوں کو ملا کر پلایا گیا، ان دونوں بڑے
 پیالے چلتے تھے، بھر بھر دئے گئے، رنگ دیکھا تو کراہت ہوئی مگر لب سے
 لگایا تو اتنا لذیذ پایا کہ پورا پیالہ صاف کر دیا۔

والد ماجد نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت
 حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا۔
 واپسی کے وقت میں اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہا، جب حضرت
 مصافحہ کر کے آگے بڑھے، میں نے ان کے قدم بچھ کر عرض کیا، میرے
 لئے دعائے خیر فرمائیے۔ بزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا
 سندھی الفاظ تھے اور اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کیا :-

”اس کے پیچھے چلتا جا، تیرے پیچھے سب چلیں گے“

ہم جب واپسی کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے، میں اعلیٰ حضرت اور والد ماجد
 کے درمیان بیٹھا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا، برہان میاں! آپ نے
 مجذوب سے کیا کہا تھا؟ میں نے جو کہا تھا، وہ او اس کا

جواب بتایا، اعلیٰ حضرت نے سیری پیڈ پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:-
 ” اللہ تعالیٰ تمہیں برہان الحق، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے آمین“

والد اور چچا نے آمین کہا۔ ————— !

اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی تشریف کا قصد کیا، والد نے جبل پور
 تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا، فرمایا، ابھی تو اجیر تشریف حاضری دیتا
 ہوا بریلی جاؤں گا، انشاء اللہ پھر کبھی جبل پور آؤں گا۔

۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان
 صاحب حج کے لئے گئے اور ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۷ء بمبئی کے راستے مراجعت فرمائی، اعلیٰ حضرت
 ان کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے جانے والے تھے جس کا مندرجہ ذیل واقعہ
 میں ذکر فرمایا ہے :-

مکتوب اعلیٰ حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

بگرامی ملاحظہ ذی الفضائل الانسیہ والنفواضل القذیبہ المنزہ عن الرذائل
 الانسیہ حامی السنن ماحی الفتن الدنیہ مولانا بافضل اولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام
 صاحب سلمہ السلام علی المناقب وشامخ النواصب، آمین !
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- اعز اللہ شانکم ورفع مکانکم
 واصلح برہانکم۔

برادر برب جان برابر مولوی حسن رضا خان سلمہ الرحمن کا خط ۲۶ ذی الحجہ کا
 لکھا ہوا کہ معظریہ سے یک شنبہ گزشتہ کو آیا تھا جس میں صرف اس قدر تھا
 کہ عن قریب بعود تعالیٰ مدینہ طیبہ حاضر ہونے والے ہیں مگر تعین تاریخ نہ تھا
 اس یک شنبہ کو کوئی خط آئے گزر آیا وحسبنا اللہ

دعہم الوکیل، اگر خط آجاتا تو حساب ہو سکتا کہ واپسی بالآخر کب تک ہوگی، اب ایک نہایت مجمل حالت ہے، دعا کے خیر فرمائیں۔

حضرت بابرکت سید محمد حبیب اللہ صاحب زعمی دمشقی جیلانی اولاد و امجاد حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں اور اس فقر و احق کے حال پر کمال کرم فرما ہیں، پہلے سے تشریف لاتے ہیں، یہ بھی میرے حجاجِ مسلم اللہ تعالیٰ کے استقبال کو میری طرح بھی تشریف لے جانے والے ہیں، میں دو ایک روز اور خط کا انتظار کر کے چلوں گا، اگر نہ آیا، یا آیا اور حساب کے وقفہ پایا تو بعونہ تعالیٰ ضرور حاضرِ جبل پور ہو کر دو ایک روز جناب کی زیارت سے شرف اندوز ہوتا ہوا بمبئی جاؤں گا اور اگر خط آیا جس سے ظاہر ہو کہ بالآخر فوراً بمبئی پہنچنا چاہئے تو جناب کو بذریعہ تار اطلاع دے دوں گا کہ براہِ راست بمبئی جاتا ہوں، والسلام مع الاکرام۔

بجواب اہل سنت سلام سنتہ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ
شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ، سیدۃ الاشہین

اعلیٰ حضرت نے حسب الارشاد بمبئی جانے ہوئے صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں ۴ روز قیام فرمایا اور جبل پور کو اپنے قدمِ سعادت لزوم سے دارالسرور ہونے کا شرف بخشا، اس موقع پر والدہ صاحبہ اور بہت سے لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے۔
یہ میری نو عمری کا واقعہ ہے۔

۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلاسنے کا جوش و ولولہ پیدا ہوا، ہم نشین احباب سے مشورہ کیا، نسب نے نہایت پُر خلوص جذبہ کے ساتھ میری تائید کی پورے تعاون کا وعدہ کیا، ہم سب مل کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلاسنے اور دعوت دینے کی درخواست کی، والد ماجد نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو بلانا

معمولی بات نہیں، ہم ان کے شایان شان عزت اور خدمت کر سکیں گے؟ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی، ہم دنیا سے سفیت کو کیا جواب دیں گے؟ — سب نے عرض کیا: حضور جیسا فرمائیں گے ہم دل و جان سے ویسا ہی انتظام کریں گے۔ والد ماجد نے انتظامات کے متعلق جو فرمایا، سب نے منظور کر لیا۔ فرمایا، اعلیٰ حضرت کس دینی، مذہبی، اہم ضرورت کے سوا کہیں تشریف نہیں لے جاتے۔ چونکہ اس خادم سرکارِ رضا کو برہان نوازی پر ناز تھا، میں نے اس یقین کے ساتھ کہ میری کوشش انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی اور میں حضور کو لے آؤں گا۔ عرض کیا، آپ عزینہ دعوت تحریر فرمادیں، ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں، برہان حضور کو لینے حاضر ہو رہا ہے، حضور جب قصد فرمائیں گے، برہان سفر کا انتظام کرے گا۔ والد ماجد نے نہایت محفیت کے ساتھ عزینہ دعوت لکھ دیا، انتظامیہ کمیٹی چچا مافظ عبد الشکور صاحب کی صدارت میں قائم ہو گئی۔ دعوت نامہ لکھے جانے کے چار دن بعد بریلی تشریف کے لئے روانہ ہو گیا۔

صبح نماز فجر کے بعد بریلی پہنچا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت، حضرت محدث سودی علیہ الرحمہ کے عرس میں پہلی بھیت تشریف لے گئے ہیں، میں نے بریلی پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی، مذہبی والد ماجد نے دعوت نامہ میں میرے پہنچنے کا کوئی دن لکھا تھا، میں نے آستانے کے دارالافتاء میں اپنا سامان رکھا، گھر میں سے سیدہ محترمہ والدہ نے ناشتہ بھیجا، میں ناشتہ کر کے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ارنجے پہلی بھیت سے تار پہنچا۔

برہان میاں کو پہلی بھیت پہنچو۔

(احمد رضا)

میں ظہر کے بعد پہلی بھیت کے لئے روانہ ہو گیا، پہلی بھیت پہنچا تو اسٹیشن پر مولانا عبد اللہ صاحب میرا انتظار کر رہے تھے، مصافحہ معافۃ کے بعد میں نے پوچھا "میں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی، آپ کیسے اسٹیشن آ گئے؟" — کہا، "حضرت

نے فرمایا برہان میاں کو اسٹیشن لینے جاؤ۔

اعلیٰ حضرت کا قیام مولوی فضل حق ٹبرکنٹر کیٹر کی کوٹھی میں تھا، رات بڑا ٹھیکہ
نے مجھے حضرت کی خدمت میں نہ جانے دیا، محدث صاحب علیہ الرحمہ کے عرس کے
جلسہ میں شریک ہوا، صبح مولانا کے ساتھ ناشتہ کئے لئے بیٹھا تھا، لقمہ ہاتھ میں تھا
کہ ایک صاحب یہ کہتے ہوئے آئے کہ، اعلیٰ حضرت ناشتہ میں برہان کا انتظار نہیں
ہے۔ میں نے لقمہ رکھ دیا اور تانگہ پر کوٹھی پہنچا، دیکھا، ناشتہ چاہوا ہے
اور حضرت منتظر بیٹھے ہیں۔ خادم کو صافقتہ سے مشرف فرمایا، میں نے قدم بوسی
کی، حضرت نے والد ماجد اور سب کی غیریت دریافت فرمائی۔ ناشتہ شروع
فرمایا، میں بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”مولانا عبد السلام صاحب نے اپنے گراہی نامہ میں جبل پور آنے
کے لئے میرا پہنچا اس طرح پکڑ لیا ہے کہ عذر کی گنجائش نہیں اور میرے
صنعت کی یہ حالت ہے کہ چند قدم چپاؤ شوار ہے۔“

میں نے سکراتے ہوئے عرض کیا، ”حنور کی دعا و عافیت سے انشاء اللہ
حنور کو سفر میں بالکل تکلیف و ریشانی نہ ہوگی۔“ صاحب خانہ مولوی فضل حق نے
کہا، ”برہان میاں! گاڑی دو جگہ بدلنی ہوگی۔“ پیٹ فارم کی طوالت، سیریاں
چڑھ کر پل کا عبور۔ حضرت سے کیسے ہوگا؟ میں نے کہا، بریلی سے
جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزو ہوگا۔ کہا، یہ بہت مشکل ہے اور ہوا بھی تو
بڑا خرچہ پڑے گا۔ میں نے کہا کہ ہ

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود

انشاء تعالیٰ میری مشکل کو آسان فرمادے گا۔ حضرت نے انشاء اللہ! فرمایا

ناشتہ دعا برکت پر ختم ہوا، اپنی بھیت سے بریلی شریف واپس آئے۔

بریلی سے جبل پور روانگی کا دار و مدار بریلی کے سیکنڈ کلاس کے ریزویشن پر تھا، میں

ضمیر الدین صاحب وکیل کے ساتھ اسٹیشن ماسٹر سے ملا اور جیل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرڈ

کمرے کے لئے کہا۔۔۔۔۔ اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیا، یہ آؤ، آر، آر ہے اور ان اڈ

ای، ای، آر۔۔۔۔۔ جیل پور تک ریزرویشن کے لئے کمپنی کے منسٹرل دفتر کو لکھنا ہوگا،

آپ کل آؤ، ہم کچھ بد کریں گے۔۔۔۔۔ ہم واپس آگئے۔

میں دوسرے دن گیا، اسٹیشن ماسٹر مجھے دیکھتے ہی بولا :-

YOU ARE VERY LUCKY MAN

تم بڑی قسمت والے ہو، سینیچر کو دہر دون میل میں الہ آباد تک فرسٹ کلاس
ریزرو ہے، اس کے ساتھ ایک سیکنڈ کلاس کی پارٹنٹ ہے، وہ ہم تار سے لئے
ریزد کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ پرتاب گیلو میں بدلنا نہیں پڑے گا، الہ آباد میں جبل پر
کے لئے سیکنڈ کلاس ریزرو آپ کو ملے گا۔۔۔۔۔۔ میں نے تحقیق کر کے اپنا
نام رجسٹرڈ کرادیا، یہ بدھ کا دن تھا، اعلیٰ حضرت سے آکر عرض کیا اور سفر کی تیاریاں جوئے
لگیں۔۔۔۔۔۔ میں نے الہ آباد، نوزیم سٹیج ٹکا پر چمکہ کو خط لکھا کہ الہ آباد میں پیٹ فارم
پر ایک کرسی تیار رکھیں اعلیٰ حضرت کو کرسی کے ذریعہ پیٹ فارم عبور کرنا ہوگا۔
اور جبل پر یک شنبہ صبح پنجرے پہنچنے اور استقبال کے انتظام کے لئے سکھ دیا۔

دہر دون سیل، صبح ساڑھے چار بجے روانہ ہوتا تھا، سینچر کو دن بھر انتظامات ہوتے رہے، رات بھی تمام اسی طرح پوری ہوئی، ساڑھے تین بجے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب (مفتی اعظم ہند)، مولانا جنیل رضا خاں صاحب، سید قاسم علی صاحب اور مولوی محمد شفیع صاحب اسباب بے کراٹیش کے لئے روانہ ہو گئے، صبح چار بجے علی حضرت حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب (حجۃ الاسلام)، حاجی کفایت اللہ صاحب اور خادم بریلان گاڑی پر پیش کش کے لئے روانہ ہوئے، میں نے عرض کیا، حضور عین نماز کے وقت گاڑی

رواد ہوگی، نماز فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ — اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا،
 "انشاء اللہ! پیٹ فارم پر"

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالسٹ اسٹ پیٹ سے — پیٹ فارم پر
 جاننا، چادریں، رومال بچائے گئے اور بعونہ تعالیٰ کثیر جماعت نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے
 نماز فجر ادا کی، تعقل اللہ! — یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز
 سے فارغ ہوئے — گاڑی آئی، میں آفس کی طرف چلا کہ ایک دیوے فسر
 نے مجھے ساتھ لیا اور سیکنڈ کلاس کا تالا کھول کر بچھاؤس میں آنے کو کہا — میں
 ساتھیوں کو ڈرین میں اسباب رکھنے کے لئے کہہ کر آفس پہنچا، پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس
 اور پانچ ہی سرنٹ کلاس ٹکٹ لے کر آیا — گاڑی میں اعلیٰ حضرت کا بستر لگا کر
 مختصر ناشتہ، چار کے بعد ڈالیا، گاڑی روانہ ہوئی — مولانا عبداللہ صاحب
 پیل بھیت سے کھنوا آئے اور وہاں سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

پرتاب گڑھ میں ہمارا کپاڑا ٹمنٹ، الہ آباد کی گاڑی میں لگا دیا گیا، الہ آباد میں گاڑی
 ٹھہرتے ہی اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے میرا نام پوچھا اور کہا کہ آپ کا سیکنڈ کلاس کپاڑا ٹمنٹ جو
 ریزرو ہے، پیٹ فارم نمبر پر ہے، سیٹھ محمد بھائی نے آرام کو سی کا انتظام کر دیا تھا،
 اعلیٰ حضرت کو سیکنڈ کلاس میں پہنچایا گیا اور سرنٹ میں سامان رکھا، دستو کا انتظام کیا،
 سب نے حضرت کے ساتھ ظہر قصر جماعت ادا کی — حضرت مولانا حامد میاں
 شہر میں کسی سے ملنے تشریف لے گئے — عصر کے بعد سیٹھ محمد بھائی ایک
 پارسی کی کار لے آئے — اعلیٰ حضرت، مولانا مصطفیٰ میاں، حاجی کفایت اللہ،
 یہ خادم اور محمد بھائی تفریح کے لئے نکلے — الہ آباد کے خاص خاص مقامات
 گنگا جنا کے ملنے کا تربیتی گھاٹ وغیرہ دیکھتے ہوئے واپسی میں ایک جنگلہ کے سامنے
 گاڑی روک کر پارسی نے التجا کرتے ہوئے کہا: ہمارے گھر کے بائی لوگ مدشن کرنا
 مانگتے ہیں — میں نے حضرت کی طرف دیکھا، حضرت نے مسکرا کر سر ہلایا، میں نے
 پارسی کو اشارہ کیا، وہ جنگلہ میں گاڑی لایا، معلوم ہوا کہ محمد بھائی نے اعلیٰ حضرت کی بزرگی کا

پارسی سے ذکر کر دیا تھا، اس کے گھر کی تمام عورتوں، بچوں نے ہاتھ جوڑ کر گاڑی گھیر لی اور ”صاحب جی“ ”صاحب جی“ کہتے رہے۔۔۔۔۔ حضرت نے دونوں ہاتھ ہلا کر فرمایا، ”تم سب اچھے رہو، اللہ تعالیٰ ہدایت کی نعمت عطا فرمائے“

اللہ آباد اسٹیشن پر مغرب پر جماعت ادا کی گئی۔۔۔۔۔ میں نے محمد بھائی سے ٹیکسی کا کرایہ دریافت کیا، محمد بھائی نے کہا، وہ کہتا ہے، ”مجھے باباجی کے پیر چھو لینے دو یہی کرایہ ہے“۔۔۔۔۔ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت مسکرا کر خاموش رہے، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، اس نے حضرت کی قدمبوسی کی، حضرت نے ہدایت کی دعا کی، سر ہٹا کر ہاتھ جوڑ کر وہ رخصت ہوا۔

کھانے اور عشاء سے فارغ ہو کر حضرت کا بستر لگایا، سب آرام سے بیٹھ گئے تھے، گاڑی رات ۹ بجے روانہ ہوئی

پسینہ جبل پور صبح ۶ بجے پہنچتا ہے۔۔۔۔۔ ابھی ٹرین ۴ بجے کشمی پہنچی، پلیٹ فارم نعرۂ تجسیر کی بہت زود آواز سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔ آواز سن کر دروازہ کھولا، دیکھا والد ماجد ایک جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لئے جبل پور سے تشریف لائے ہیں۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت سے سب قدم بوس ہوئے، اعلیٰ حضرت کے وضو کے لئے انتظام کیا گیا، فرمایا، ”نماز فجر کہاں ہوگی؟“۔۔۔۔۔ عرض کیا، سلیمان آباد میں، لیکن صرت ۳ منٹ گاڑی ٹھرتی ہے، حضو وضو فرمائیں، خادم حاضر ہوتا ہے“۔۔۔۔۔ میں انجن کی طرف بڑھا، دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدمبوسی کر کے جا رہے ہیں، مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے کہا، ”سلیمان آباد میں نماز فجر ادا کرنا ہے“ پوچھا، کتنا وقت لگے گا؟۔۔۔۔۔ میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ منٹ۔۔۔۔۔ کہا، میں لیٹ کر دوں گا۔

گاڑی بھی مل گیا، اس نے بھی اطمینان دلایا۔۔۔۔۔ گاڑی بڑے وقت پر سلیمان آباد پہنچی، پلیٹ فارم پر چار نماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰ کی جماعت ہوئی، پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے۔۔۔۔۔ اسٹیشن ماسٹر صاحب طباق میں چلے آئے،

یہ ساگر کے قاضی خاندان سے ہیں، اعلیٰ محنت نے چار نوش کرتے ہوئے فرمایا :-

”مولانا عبدالسلام کا اثر ماشا اللہ ریل پر بھی ہے“

غالباً ۲۰ منٹ ہو گئے، الحمد للہ! ڈرائیور نام میک اپ کیا اور گاڑی ٹھیک وقت پر جبل پور سٹیشن پہنچی، نعرۂ تکبیر کے طیش کو بج اٹھا، پلیٹ فارم پر پتل رکھنے کی گنجائش نہ تھی۔
 — گاڑی رکتے ہی میں نے گاڑی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مجمع کو مخاطب کر کے کہا :-

”حضرات! اعلیٰ حضرت دام ظلہم الاقدس کی زیارت تمام حاضرین کو مبارک، آپ تمام انتہائی محبت و خلوص کے ساتھ سرکارِ رضا کی قدم لوسی اور مصافحہ کے لئے بے چین ہوں گے، میری گزارش ہے آپ مصافحہ سے حضرت کو تکلیف نہ دیں، صرف زیارت کر لیں اور دستہ بنالیں کہ حضرت آرام اور آسانی سے باہر تشریف لے جاسکیں، قیام گاہ پر ہر ایک کو مصافحہ و قد بوسی کی آزادی ہوگی۔“

مجمع نے نعرۂ تکبیر سے استقبال کیا اور میری گزارش پر عمل کیا گیا، درمیان میں راستہ دیدیا، اعلیٰ حضرت آہستہ آہستہ دست مبارک پٹیاں پر رکھ کر اشارہ سے سلام کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔
 — گولڈ اس کی دو گھوڑوں والی گھٹی جو بھولوں سے سجائی گئی تھی، اس پر سوار ہوئے، جس کے ساتھ ایک گھنٹے میں ہمارے مکان پہنچے۔
 — ٹامچر خاں اور نور خاں نے بغل میں نرم تکیوں کا سہارا دے کر اوپر پہنچایا اور یہ طریقہ بروقت میٹریاں اتارنے چڑھنے کے لئے جاری رہا۔

قیام جبل پور کے زمانے میں جو معمولات رہے اور جو واقعات و حالات پیش آئے اب وہ بیان کئے جاتے ہیں۔

جبل پور کے قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے یہ معمولات رہے :-

۱۔ نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لے جاتے۔

۲۔ ناشتہ کے بعد نائزین اوٹھنے والوں کو مشرف فرماتے۔

۳۔ دوپہر کو قیلوہ فرماتے۔

۴۔ نمازِ ظہر کے بعد پھر لوگ حاضر ہوتے۔

۵۔ عصر کے بعد کبھی تفریح کے لئے جانا ہوتا۔

۶۔ بعدِ مغرب کچھ وقت اوراد و وظائف و اشغال میں گزرتا اور کبھی دعوت میں جانا ہوتا۔

۷۔ بعدِ عشاء گیارہ بجے رات تک عقیدت مند حاضرین کے درمیان ذکر و نصیحت کی محفل ہوتی۔

میری دو بچیاں تھیں، زکیہ طلعت عمر پانچ سال اور صبیحہ نورانی عمر تین سال۔ صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب مطالعہ فرماتے ہوتے یا فتویٰ نکھالتے ہوتے دونوں بچیاں سامنے آکر بیٹھ جاتیں۔ ایک دن والد ماجد آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا، ”یہ بڑے دادا ہیں“۔ اور والد کو کہا، ”یہ چھوٹے دادا ہیں“۔ حضرت نے سن لیا اور بہت لطف اندوز ہوئے اور والد ماجد سے فرمایا، ”یا لیا کہ یہی ہیں، والد بھی ہنسے۔“

ایک دن مجھ سے فرمایا، ”میری دو بچیوں کے لئے کان کے ہرے (ایرننگ) چاہئیں“۔ میں نے صدر بازار میں ایڈل جی کے یہاں سے نہایت خوبصورت بافت اور نقلی ہیرے کے دو جوڑے ایرننگ لاکر حضرت کو دکھائے، حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا، ”ذرا پسند کر دیکھوں، کیسے لگتے ہیں“۔ زکیہ، صبیحہ دونوں سامنے بیٹھ گئیں، پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں دستِ مبارک سے پسند کر دیکھا اور کچھ دعا فرمائی۔ حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت کی، میں نے عرض کیا، ”حسنہ قیمت دے دی ہے“۔ پھر بچیوں کے کانوں سے ہارے اتارنے لگا۔ فرمایا، ”ہم نے دیکھے، اپنی ہانسیں دو بچیوں کے لئے لٹکا تھے“۔ اور فوراً مجھے قیمت عطا فرمائی۔

لحاً جمل عنائے کرام ہوا لیتے ہی لیتے ہیں، نام احمد نے عطار و بخشش کی سنت کو زندہ کیا اور یہ یاد دہاکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاسی یا سنیں دیا بھی ہے اور بہت کچھ دیا ہے۔

دریا بہادری میں، ڈر ہے بہادری

— افسوس دوزوں بچیاں داغِ مفارقت دے گئیں، بندستِ یادگار محفوظ ہیں۔
ایک دن بعد نمازِ عصر تفریح کے لئے گجی پر، گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی
گورڈز کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جا رہی تھی، انہیں دیکھ کر
حضرت نے فرمایا :-

”کم بخت بالکل بندر ہیں“

مولانا حسین میاں نے فرمایا :-

”صوتِ دم کی کسر ہے“

میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا :-

”وہ کثرتِ استعمال سے حذف ہو گئی“

اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہہ کی آواز سن گئی، فرمایا :-

”حذف کی علت خوب یہی“

۱۔ امام احمد رضا پر انگریزوں کی غیر خواہی کا الزام لگایا جاتا ہے، غیر خواہ اپنے دوستوں کا اس طرح مذاق نہیں
اڑایا کرتے۔ — متعدد شواہد اس الزام کی تکذیب تردید ہوتی ہے، مثلاً :-

۱۔ ایک عیسائی نے آیتِ قرآنی پر بحث کرتے ہوئے خدا پر اعتراض کیا، امام احمد رضا کی خدمت میں استفسار
پیش کیا گیا تو جواب میں رسالہ ”المنہاج علی مشکک فی آیتِ علوم الامام“ (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) تحریر فرمایا،
جس میں حقانی کی روشنی میں عیسائیوں پر بہت ملامت کی ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں :-

”اللہ اللہ! یہ قوم — یہ قوم، یہ مڑسروم، یہ لوگ — جنہیں عقل سے لاگ

جنہیں جنوں کا رنگ — یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمانان کی لغویت

پر کان دھریں؟ — انا اللہ اعلم، راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“

(مطبوعہ لاہور، ص ۲۱)

یکسی انگریز کے غیر خواہ کی تحریر نہیں معلوم ہوتی۔ —

۲۔ بریلی سے ماہرِ ارفا نکلتا تھا، اس کے ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ/سنہ ۱۹۰۲ء کے شمارے میں یہ عنوان قائم کیا ہے :-

جیل پور سے پندرہ میل پر زبدانندی کا نہایت زوردار اور دلکش آبشار ہے۔ تقریباً سو فٹ گہرائی میں پتھروں سے ٹکراتا ہوا زبدہ کا پانی گرتا ہے۔ اس ٹکراؤ سے دھوئیں کی طرح پھوہار بہت دوزخ نما فضا میں اٹتی اور پھلتی ہے اور سورج کی شعاعوں سے قوس قزح کی طرح رنگ رنگ منظر دور سے بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے۔ اسے ”دھواں دھارنگھا جاتا ہے۔“ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا گہرائی میں سنگ سرر کی چٹان پر گرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ ابل رہا ہے۔ اسے ”دودھ نمٹن“ بولتے ہیں۔

”چنچٹی گھاٹ“ کے کشتی پر چلتے ہیں تو ستر فٹ چوڑی اور کالی گہری زبدہ کی سطح پر دونوں جانب ڈیڑھ سو فٹ اونچی سنگ سرر کی چٹانوں اور پہاڑوں کے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ تلاح کشتی کو کھیتے ہیں۔ ڈھائی تین میل تک درہ دانیال کا نقشہ نظر آتا، جہاں سے آگے کشتی نہیں جا سکتی۔ اس مقام کو ”بندر کوڈنی“ کہتے ہیں یہاں ایک طرف ریت کا سطح میدان ہے۔

”انگریزی درس گاہیں ہمارے لئے کافی نہیں“

(بقیہ)

اور پھر انگریزی تعلیم اور مدارس پر کھل کر تنقید کی ہے، راقم نے مقدار دوام اعیش (مطبوعہ لاہور ص ۲۴۲) میں اس الزام کے خلاف مزید دلائل پیش کئے ہیں۔

مستود

لے یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں زبدانندی پانچ الگ الگ دھاروں میں بہتی ہے اس لئے پانچ بٹ (راہ) یا پانچ دھاروں کی بنا پر اس کا نام ”چنچٹی“ گھاٹ پڑا۔

برآں

لے یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں دریا کے زبدہ بہت تنگ ہو کر بہتا ہے اور دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑوں سے بندھ چلا تنگ لگا کر دریا کو پار کر سکتا ہے۔ یہاں دریا کی گہرائی بھی اندازہ سے بھر ہے اور دریا کے اندر پہاڑوں کے ہرنے سے پانی میں بھنود ہر وقت رہتا ہے اس لئے اس مقام سے آگے کشتی کو نہیں لے جاتے۔

برآں

”دھواں دھار“ جاتے ہوئے راستے میں داسنی جانب اونچے پہاڑ پر ایک مندر ہے جس کی ایک سو چالیس سیڑھیاں ہیں۔۔۔۔۔ اس مندر کو ”چونسٹ جوگنی“ کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اونچی دیوار کے احاطے میں چونسٹ خانے ہیں، ہر خانے میں ایک قد آدم سنگ مر کا لنگا اور زادنہ بت ہے، بہت اس طرح کٹا ہوا ہے جیسے تلوار سے کاٹا گیا ہو۔۔۔۔۔ کسی کانر کسی کے ہاتھ، کسی کی کمر، کسی کی چپتیاں اور دیگر کٹے ہوئے اعضاء اس بت کے سامنے پڑے ہیں۔

”بھیرا گھاٹ“ میں زبدا کے کنارے اونچی سطح پر دو ڈاک بنگلے ہیں دونوں کے خانے اور نگران مسلمان ہیں جو سیاحوں اور سیر کرنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔۔۔۔۔ دو عام سرائے بھی ہیں جن کا انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر ہندو ”تیرتھ اشنان“ کے لئے سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔ کچھ لوگ رات ہی کو انتظام کے لئے ”بھیرا گھاٹ“ چلے گئے، نماز فجر کے بعد اعلیٰ حضرت کو بھیجا گیا، اور وائے ڈاک بنگلے میں انتظام تھا۔۔۔۔۔ پہنچتے ہی ناشتہ کے بعد ایک پاکی پر اعلیٰ حضرت اور سب لوگ پیدل چلے۔۔۔۔۔ ”چونسٹ جوگنی“ پر سیڑھیوں سے پہنچے۔۔۔۔۔ حضرت کی نظر جیسے ہی بتوں پر پڑی اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الہا واحد لا نعبد الا ایاک واشہد ان سیدنا و مولانا محمدًا عبدا و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہ وسلم پڑھا۔

مند کے دوسرے دروازے پر سلطان عالمگیر علیہ الرحمہ کے لئے دعا کی۔۔۔۔۔ اس دروازے سے باہر نکلے تو ”دھواں دھار“ کی پھولوں میں رنگ رنگ قوس و قزح کا نقشہ بہت خوش نما نظر آیا، حضرت نے دریافت فرمایا، یہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔ میں نے عرض کیا، حضور میں چل رہے ہیں۔۔۔۔۔ ”دھواں دھار“ پہنچے، اور دھوئیں کی طرح فضا میں سبز، سرخ، نیلے عکس اور اوپر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور سر بنا ما خلقت هذا باطلا سبخلت فقتا عذاب الناس

تلاوت فرمائی۔۔۔۔۔ ایک چھوٹی دھار کے کنارے پتھروں پر حضرت کی پاکی رکھ دی گئی
 جہاں بہت بڑی تیز دھار بھی صاف نظر آرہی تھی، آبشار بھی صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔
 کچھ لوگ دور بٹ کر رہنا نہ لگے۔۔۔۔۔ ایک گھنٹے بعد ڈاک بنگلے واپس آگئے،
 کھانا تاول فرما کر کچھ آرام کیا پھر ظہر ادا فرمائی۔

میرے ہم عمر دوست عبدالکرم سپوان تھے جو سینہ پر پندرہ بیس من کا پتھر رکھ کر
 اس پر ایک چھوٹے پتھر کو چورا چورا کرانے۔۔۔۔۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو یہ
 کرتب دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔۔۔۔۔ ظہر کے بعد بنگلہ کے باہر ایک گھنٹے خدمت
 کے سائے میں اعلیٰ حضرت کرسی پر نشتریف فرما ہوئے، پانچ گز کے فاصلہ پر سامنے ریت بچہ
 پھیلا کر برابر کے عبدالکرم اس ریت پر لیٹ گئے تو آٹھ دس آدمیوں نے پندرہ بیس من
 وزنی چونا پیسے کے وزنی پتھر کو سنبھال کر سپوان کے سینہ پر رکھ دیا، اس پر دوسرے
 پتھر کو چار آدمیوں نے پتھروں سے کچل کر چور چور کر دیا۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت اس
 منظر اور کرتب پر بہت خوش ہوئے، پہلوان سینہ سے وزنی پتھر ہٹا کر حضرت سے
 قدم بوس ہوئے۔۔۔۔۔ حضرت نے فرمایا، بڑا خطرناک تماشا ہے "اور جب سے
 دس روپے کا نوٹ اور سیلا انعام عطا فرمایا۔۔۔۔۔ پہلوان کا حوصلہ بڑھا، وہ پھر ریت
 پر لیٹ گئے، ایک چھکڑا گاڑی پر بارہ آدمیوں کو سوار کر کے چار آدمیوں نے گاڑی کو
 کھینچا، پہلوان کے سینہ پر سے ایک چکا کھالا۔۔۔۔۔ حضرت نے پہلوان کی مشق
 کی تعریف فرمائی اور فرمایا، بڑا خطرناک کھیل ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمے۔"
 عصر کے بعد پنجابی گھاٹ سے دو کشتیوں پر زبدا کی سیر کے لئے بیٹھے۔۔۔۔۔
 اعلیٰ حضرت نے کشتی پر قدم رکھ کر فرمایا، بسم اللہ صبحہا و مرسہا، میں نے
 آمین کہا۔۔۔۔۔ کشتیاں سنگ مرمر کی اونچی چٹانوں کے درمیان روانہ ہوئیں، گھاٹ پھراؤ
 کے ساتھ مناظر قدرت کے درمیان ۲۹ جمادی الاخریٰ کو رجب المرجب کا چاند نظر آیا،
 اعلیٰ حضرت نے چاند دیکھ کر فرمایا :-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

و لله الحمد هلال خیر و ہش — راجی و ہک اللہ۔

اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ہم سب نے آمین کہہ کر ہاتھ اٹھائے۔

”بندر کو دینی“ کے خشک ریت کے میدان میں مصلیٰ اور دو مال وغیرہ بچھائے

گئے۔ میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں
کہ اذان کی آواز سنائی دی، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے، حضرت ہی نے
اقامت فرمائی اور نماز مغرب پڑھائی، فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے
دست مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا :-

”حدیث شریف میں ہے، اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں کا

ہر ذرہ شاہد اور گواہ ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا

دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب کچھ فقیر کے لئے شاہد ہو جائیں“

میں نے عرض کیا، ”حنور ایہ ہماری اور یہاں کی ہر شے کی خوش نصیبی ہے کہ حنور کی زبان مبارک

سے اذان مبارک کی سعادت افروز آواز سن کر شادت کی برکت اور حنور کے ساتھ ثواب کے

سحق ہوئے، الحمد للہ! اور یہاں کا ہر ذرہ ہمارے لئے بھی شاہد ہو جائے“

حضرت نے فرمایا :-

”ما شاء اللہ! بارک اللہ!“

ہم کشتیوں پر واپس ڈاک بنگلے آئے، اعلیٰ حضرت نے اس سیر پر بہت مسرت

ظاہر فرمائی۔ ”بھیڑا گھاٹ“ ہے ہم سب ۹ بجے رات مکان پہنچے۔

قیام محل پور کے دوران اعلیٰ حضرت کی تقویٰ شعاری کے جو واقعات سامنے آئے

وہ ہم کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

چند واقعات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :-

لے ان واقعات کی کچھ تفصیلات الملفوظ، حدود دوم (مؤلف مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں) مطبوعہ کانپور،

۱۔ ایک دعوت میں دسترخوان چٹا ہار ہاتھاکہ ٹائم پیس کا الارم نہایت سرلی پیانو کی آواز میں بجنے لگا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”اسے بند کر دو کہ سرلی راگ کا سننا جائز نہیں!“

۲۔ ایک دعوت میں کھانے کے بعد ایک صاحب نے ہاتھ دھونے کے بعد دسترخوان سے ہاتھ پونچھا، اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک پڑ گئی، فرمایا :-

”دسترخوان صرف کھانے کے لئے ہے، اس سے ہاتھ پونچھنا

خلاف سنت ہے۔“

۳۔ سیٹھ دادا بھائی حاجی کریم نور محمد کے یہاں سب کے سامنے فیرونی عیشیوں میں تھی،

اعلیٰ حضرت کے سامنے بڑی چینی کی رکابی میں تھی، فیرونی خوش ذائقہ تھی، اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمائی، چند چمچے نوش فرما کر دادا بھائی سے فرمایا :-

”دادا بھائی! میں اس رکابی سے فیرونی حضرت عید الاسلام کو

دے سکتا ہوں؟“

ہم سب حیرت سے حضرت کو دیکھنے لگے، دادا بھائی نے عرض کیا، ”جنور کی مرضی، جسے چاہیں عطا فرمائیں“۔ میں نے عرض کیا، اس کے لئے دادا بھائی

کی اجازت کی کیا ضرورت تھی؟۔ فرمایا :-

”میرے سامنے دسترخوان پر جو کچھ رکھا گیا، وہ امانت ہے، صرف

میں کھا سکتا ہوں، جو باقی ہے وہ صاحب خانہ کا ہے، صاحب خانہ کی

اجازت سے کسی کو دے سکتا ہوں، اس لئے میں نے دادا بھائی سے

حضرت مولانا کو دینے کے لئے اجازت چاہی کہ خیانت کا ثابہ نہ ہے۔“

۴۔ سوداگر حاجی اکبر خاں کے یہاں دعوت میں قدردار روٹی کے ساتھ اچھا معلوم ہوا حضرت

نے حاجی اکبر خاں سے فرمایا :-

”خان صاحب! یہ قدردار میں پی سکتا ہوں؟“

اکبر خاں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، ”جنور! اجازت کی کیا حاجت ہے اور حاضر کر دیا“

— فرمایا —

” شوبہ شکادسی، ردلی چال کے ساتھ کھانے کے لئے دسترخوان

پر رکھی جاتی ہے پینے کے لئے نہیں، پینا کھانے کا مقصد نہیں ہوتا

اس لئے اجازت کی ضرورت ہے۔“

۵۔ صدر بازار میں ٹیلر مٹر حاجی محمد حیدر کے ہاں دعوت میں ٹھنڈا پانی نہ تھا، حاجی صاحب

نے اپنے فرزند سے کہا، یسین! دیکھ مسجد کے گھر سے میں دکانی ٹھنڈا ہو گا، جگ

میں لے آؤ۔“ حضرت نے فرمایا:۔

” مسجد میں پانی صرف مصلیانِ مسجد کے لئے رکھا جاتا ہے، غیر مصلی

کو اپنے بیاں منگاکر یا راستہ چلتے پینا جائز نہیں، مسجد کا پانی نہ منگایا جائے۔“

یہ ہیں وہ واقعات جو ہر عالمِ دینی کے لئے نمونہ ہیں، مہربانیِ تعالیٰ ہم سب کے

تقویٰ شعا اور دیانتدار بنائے، آمین۔

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے جیل پور میں دس دن سے

زیادہ نہ روکا جائے گا۔ میں نے عرض کیا تھا، انشاء اللہ! حضور کی مرضی کے

خلاف نہ ہو گا۔ اب دس دن پر پندرہ دن مزید قیام ہو چکا تھا۔ حضرت

نے والدِ ماجد سے فرمایا، مولانا! میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا۔

میں نے عرض کیا، حضور نے بے شک دس دن ہی میں واپسی کے لئے فرمایا تھا، سرکار!

وعدے کے دس دن پورے ہو چکے، اب تو وعدہ پر پندرہ زیادہ ہو گئے، وعدہ کا وقت

ختم ہو چکا۔ اتنا کہہ کر میں قدیموں پر جھکا، حضرت نے اٹھ کر بیٹھے ہوئے

سینے سے لگایا۔ والدِ ماجد نے فرمایا، حضور! جیل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں

حضور کی صحبت بہت اچھی ہے، بریلی شریف میں حضور کرسی پر مسجد تشریف لے جاتے تھے،

یہاں اللہ کے فضل سے پانچوں وقت کی نماز کے لئے مسجد پیدل تشریف لیجاتے ہیں،

سترہ بیڑھیاں نماز کے علاوہ دعوتوں اور تفریح کے لئے بھی اترنے چڑھنے میں صرف

سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں حصا کا سہارا لینا پڑا تھا

یہاں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ نظربند سے محفوظ رکھے، پہرہ انور پر صحت کا نمایاں اثر ہے، اگر حضور چند روز اور قیام فرمائیں تو غلاموں پر کرم ہوگا، بہر حال حضور کی مرضی مقدم ہے، اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا:-

”جیل پور کا پانی بہت زور دار ہے اس سے زیادہ زوردار آپ حضرات کی بھتیں ہیں۔“

الحمد للہ! خوش نصیب جیل پور میں ایک مہینہ چار دن حضور نے قیام فرمایا اور جیل پور کو دارالسرور ہونے کا شرف بخشا، الحمد للہ! بریلی پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ والد ماجد کے نام والا نامہ ارسال فرمایا جو قابلِ مطالعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں:-

مکتوب اعلیٰ حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صلوتک دو ماعلیٰ المصطفیٰ	لک الحمد یدیان معنی و کفی
وغوث الوریٰ و اشیلعہم	وال واصحاب و اتباعہم
کہ از شکر خالق بود شکر نامس	پس بہر عبد السلام ای سپاس
جیل پور مارا از خوش ترست	وطن گرچہ اکرام زاد رخداد است
کہ از عید الاسلام عبد السلام	نہ از خود شدا و فرحت افزا مقام
برا بگینتہ از وطن خاطر م	تولائے اصحاب آن محترم
بحق محمد علیہ السلام	سلامت بود شاہ عبد السلام
بود دانا از دوسے اعلان حق	الہی نگہدار برہان حق
بود از احد، لطیف احمد رضا	برائے تو و نسل تو دانا
اذانت بود فضل حق را ظہور	توئی حافظ حق و عبد شکر

ہمیشہ بود کار تان را نغمہ م . محمد بود غوث تان بالروام
 بود حتی و قیوم ، مغنی ، ودود . جسے جلد تان حافظ اندہر عنود
 توئی نامہ و زاہدان را عطاست . زدرگاہ رب و زاحمد ضاست
 خدمت آمان کہ از نام غوث بلند . سزاوار حمد و رضا نشند اند

جناب محترم ذی الجود والکرم حامی السنن السنیہ ، حامی الفتن الدنیہ ، جامع
 الفضائل الانسیہ ، الغفرل القدسیہ ، قاصع الرذائل الانسیہ مولانا بافضل اولانا
 مولوی حافظ شاہ عبد السلام عبیدالاسلام سلمہ السلام و ادام فیضہ علی الانام ، امین
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

شب دوشنبہ ۸ بجے سے غیر اسٹیش بریلی پر آیا ، راہ میں بڑی نعمت
 عزوجل یہ پائی کہ نماز مغرب کا اندیشہ تھا ، شاہجہانپور ۶ - ۳۳ پر آمد تھی
 کہ ہنوز وقت مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بغضہ تعالیٰ ۱۵ منٹ
 لیٹ ہو کر شاہجہان پور پہنچی اور ۱۵ منٹ ٹھہری کہ بہ اطمینان تمام نماز اچھے
 وقت ادا ہوئی ، ولہ الحمد !

اسٹیشن بریلی پر ہجوم احباب بکثرت تھا ، وہاں یہ خذ لہم نے کہ اخبار
 مویشہ اڑا رکھی تھیں ، رخا لا نو فیم موٹر کو راہ شہر کمز پر سے گئے اور یا آنکہ
 میں حتی الامکان شرابقاہ اسواقنا سے نفور ہوں ، بازاروں میں لائے
 بیچ میں کہیں باغ کی ٹھنڈی سڑک پڑی جس کے دونوں پہلو عجب خوشنما
 و سایہ دار و ہوا باراشجار کی قطار دور تک تھی ، یہ سڑک میں نے عمر بھر
 میں اسی شب دیکھی ————— موٹر لحاظ ہر اہیاں بہت آہستہ خوامی
 کے ساتھ بدیر مکان پر پہنچا ، فقیر نے ابتداء مسجد کی نماز عشاء ہوئی ، پھر
 ۱۱ بجے تک غزل خوانوں کا ہجوم رہا ، ۱۱ بجے کچھ کھانا کھایا ، ۱۲ بجے سے
 بخارا گیا ، ۲ بجے بہت سردی معلوم ہوئی ، پنگ اندریا گیا ، رضائی اوڑھ لی

اور سردی نہ جاتی تھی، دوسرے دن بفضلِ عزوجل بکرت دعائے جناب پسینہ
 خوب آیا اور بخارا تر گیا۔ تیسرے دن پکس اور درد کی شدت رہی کل روز
 چار شنبہ سب دنوں سے زیادہ کرب رہا، آج بفضلِ عزوجل بہت اعراض
 زائل ہیں اور درد سر میں اتنی تخفیف کہ یہ نیاز نامہ لکھ رہا ہوں۔

وہاں کے احباب کی صورتیں نگاہوں میں پھرتی ہیں، الحق علمائے
 کرام صریحین طیبین کے بعد یہ محبتیں، یہ خلوص، یہ اخلاق مجھ جیسے بے مقدار
 کے ساتھ وہاں کی مثل کہیں اور ہرگز ہرگز نہ پائے، یہ سب برکات جناب
 ہیں، بارک اللہ تعالیٰ فیکم و بکم و علیکم۔۔۔۔۔ میں تفصیل اسماء سے
 اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں، کوئی نام سہو نہ ہو جائے، سہو کی معافی
 مانگ کر اشد عرض کروں گاتینوں گھروں کے ہر خود دو کلاں کا ادائے شکر
 ناممکن، مگر مہی عافظ عبدالشکور صاحب، محمد غوث صاحب و زہاد میاں و
 فضل میاں و ظہور میاں وغیرہم کا کیا کہنا!۔۔۔۔۔ بے کسی کے کہے
 اپنی خواہش سے عبدالقیوم و عبدالودود و عبدالحی کا باوصف میرے بار بار
 منع کرنے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پکھا کھانا اور داد بھائی،
 قاسم بھائی، عبدالکریم بھائی، حکیم عبدالرحیم صاحب، سید عبدالکبیر صاحب،
 ماسٹر محمد حمید صاحب، اکبر خاں صاحب، محمد خاں صاحب، عبدالسبحان صاحب،
 واجد بھائی و منشی صاحب و امثالہم کی خالص اللہ محبتیں اور نور خاں و لعل محمد
 و استاد حسین و نظیر خاں و عبدالکریم سلوان و امثالہم کی لودجہ اللہ خدمتیں عمر بھر
 یاد رہنے کی ہیں۔

بھگد اللہ تعالیٰ گھر کے بچوں کو بالغیر پایا، برکاتی کے چھپک شدت
 نکلی تھی، بفضلِ تعالیٰ عافیت سے دیکھا گران کے دیکھنے نے زکیہ و نورانی
 کی یاد کم نہ کی اور اگر میں عادی سیر و تفریح ہونا تو زکیہ کی یاد ہر روز تجدید پاتی
 مولیٰ عزوجل سب کو بالغیر و العافیۃ رکھے اور سب کے صدقہ میں اس فقیر و اس کے

اعزہ کو بھی، آمین۔

ان صاحبوں اور سید رعایت علی صاحب و حافظ کریم بخش صاحب و
شیخ محمد حسین و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و رستم خاں صاحبان و بابو عبد اللہ حمید
صاحب و حاجی عبداللہ صاحب و محمد ادیس و محمد اسماعیل و عبدالرحیم خاں و عبد الرحیم
بن کریم بخش صاحب و شیخ کھٹا خاں و امام بخش و عبداللہ خاں و محمد حسین بھائی
تلیا و حاتم علی و عظیم الدین و رحیم بخش و نظیر خاں صاحبان وغیرہم مباہیانِ تازہ و
جملہ تائبین و سائر اصحاب کو سلام سنتہ الاسلام۔

نور بصری و ثمرۃ نوادی مولانا برہان میاں، عزیزہ سعیدہ ہمشیرہ کی
شادی کب ہے؟ کیا تاریخ مقرر ہوئی، شہری میں سے یا دوسری جگہ؟

والسلام
فقیر احمد رضا قادری حنفی عنہ

یومِ انیس ۲۲ رجب ۱۴۳۷ھ ہجریہ قدسیہ
علی صاحبہا وآلہ الف الف صلاۃ و تحیۃ، آمین

حکیم صاحب کا دیوان کہیں کہیں سے دیکھا، اس میں اغلاطِ شرعیہ اور
شرعیہ بھی ہیں، اگر حکیم صاحب بعد اصلاح دوبارہ طبع کرائیں جو بوجہ اغلاطِ
شرعیہ ضروری ہے تو ایک نسخہ اور بھیج دیں تاکہ اس پر فہرستِ اغلاط بنا کر
بھیج دی جاسکے۔ والسلام

تحرک خلافت اور تحریک ترک موالات

کافر، ہر فرد و فرستہ دشمن مارا
 مرند، مشرک، یہود و گبر و ترسا
 ”مشرک را بندہ باش و بانصرانی
 ہر کار حرام“، این است در شیطاں فتویٰ

۳۳۵ء مطابق ۱۹۲۲ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی، اسی کے ساتھ مسند خلافت کو ملا دیا گیا، سلطانِ حرکی کو خلیفہ اہلِ امیر المؤمنین کہا جانے لگا، اس تحریک میں ہندوستان کے بعض پختہ مغز، نامور، ذی اثر، معزز مسلمان شامل ہو گئے اور تحریک زور پکڑ گئی۔ شوکت علی، محمد علی، ابوالکلام آزاد، مولانا عبد الباقی، فرنگی محل وغیرہم نہ صرف شامل بلکہ پیش پیش ہو کر عام مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت دینے لگے۔ اعلیٰ حضرت اور جن علماء اور صاحبِ اثر مسلمانوں نے ان تحریکات کو خلافِ شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا اور ان کا ساتھ نہیں دیا، ان کے خلاف تقریروں اور اخباروں میں دھمکیاں دی گئیں، مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔ اعلیٰ حضرت کو اور ہم لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور کانگریس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا، تحریک زور پکڑ گئی یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت اور حضرت عبید اللہ اسلام مولانا عبد السلام جیل پوری اور دوسرے علماء کے خلاف نہایت گندے حملے کئے جانے لگے، آخر مولانا عبد الباقی فرنگی محل کی جانب سے اعلیٰ حضرت اور علماء حق کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا، اعلیٰ حضرت کی جانب سے الطاری الداری لہقوات عبد الباقی (۱۳۳۹ھ) لکھ کر مولانا عبد الباقی کو دھڑی کی گئی، اور چھاپ کر شائع کی گئی، مولانا پراس کا اچھا اثر ہوا، انہوں نے ان کا ساتھ تو نہیں چھوڑا لیکن فتنہ رست ہو گئی۔

خلافت کیٹی کی طرف سے ترکوں کے لیے خلافت راشدہ کے بیچ پر خلافت کے حق میں مضامین اور بیانات شائع ہوئے تو مسئلہ خلافت کی شرعی تحقیق اور وضاحت کے لیے کتاب دوام العیش فی الاسلام قریش، اعلیٰ حضرت کی طرف سے شائع ہوئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اسلامی نقطہ نظر سے سلطان ترکی، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین تو نہیں ہو سکتا، تاہم سلطان اسلام کی حیثیت سے ان کی اور سلطنت اسلام کی حیثیت سے ترکی کی امداد و اعانت ہر مسلمان پر بقدر استطاعت فرض ہے۔

ہمدومسلم اتحاد کے بارے میں آیت کریمہ لاینبھکم اللہ عن الذین لا یقاتلوکم فی الدین الا لایہ پر بہت زور دیا گیا اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے قوی الحجۃ المؤمنہ فی آیۃ الممتحنہ ۱۳۳۹ھ شائع ہوا جس میں قوی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ ہندوستان کے مشرکین، حربی کفار ہیں ان سے وداد و اتحاد اس آیت کریمہ کے تحت نہیں آتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس غیر شرعی ممنوعہ اتحاد کے سلسلے میں جا بجا جلسہ اور شور و شغب بہت زور پڑھا۔ رجب شریف ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں انجیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی حاضر ہوا۔ آستانہ پر چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر مجلس تھے، سب سے سلام و مصافحہ کے بعد میں بھی بیٹھ گیا۔ معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے ابوالکلام آزاد کی زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے مختلف اشتہار شائع کر کے کیلئے کانگریسی اور خلافتی لیڈروں کی طرف سے ہونے والی غیر اسلامی حرکات کو بند کرنے، رفع نزاع اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے علماء کی تازہ کوششوں کا جائزہ لیا گیا۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان اتمام حجت نامہ ۱۳۳۹ھ شائع ہو کر اراکین خلافت کیٹی تک پہنچ چکا تھا۔ ابوالکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس

سالہ ۱۳۴۰ھ مکتبہ قادریہ لاہور نے سنہ ۱۹۸۰ء میں راقم کے بسوط مقدمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ مستود

اعلیٰ حضرت کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی۔ آستانہ پر حاضر علماء جماعت
رضائے مصطفیٰ کی طرف سے اس سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے
اور رفع نزاع کے لیے ایک وفد کا اعلان بذریعہ اشتہار کر چکے تھے جو کھلے اجلاس میں جو کلام آنا
اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرے گا۔ — میں نے بھی وفد میں شامل ہونے
کا ارادہ کیا۔ مگر مولانا سید سلیمان اشرف نے یہ فرمایا کہ چونکہ اس عام اجلاس کے مہتمم کو وفد
کے علماء کے نام لکھ کر دیئے جا چکے ہیں، اب کسی اور کو وفد میں شامل کیا جانا قاعدہ کے
خلاف ہو گا آپ دیگر معاون علماء کی طرح وفد کے ہمراہ جا سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے موقف کے مطابق مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ سوالات
کا مجموعہ مسیحی بہ اتمام محبت تا مرطویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکا تھا اور وفد کے جانے سے پہلے
اجلاس عام کے متکلمین کو بھیجا جا چکا تھا تاکہ وہ ان سوالات کا جواب تیار رکھیں — میں
نے اتمام محبت تا مر بہت غور سے مطالعہ کیا۔ ایک دو خاص شدید اعتراضات جو اتمام
محبت تا مر میں نہ تھے مگر میرے ذہن میں پوسے ثبوت کے ساتھ تھے، میں نے انہیں
تازہ کر لیا۔

علماء کا وفد ۹ بجے شب کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرے علاوہ بے شمار
علماء اور عوام اہل سنت بھی وفد کے ہمراہ بڑے وقار و تحمل کے ساتھ جا رہے تھے۔
صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب اور صدر السالقا ضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی
نے مجھے اپنے درمیان لے لیا۔ ہم جلسہ گاہ پہنچے، بہت بڑا اجتماع تھا۔

کانگریس والٹھیرس نے ہمیں اسٹیج پر پہنچا دیا۔ مجمع کے درمیان اسٹیج تھا۔ اسٹیج کے
درمیان صدر جلسہ ابوالکلام آزاد براجمان تھے۔ مولانا قاری احمد کانپوری، مفتی
کفایت اللہ دیوبندی وغیرہم اسٹیج کی زینت تھے۔ وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوان
کرتے ہوئے اور نعرہ ملتے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے
مجمع میں پہنچ گئے۔ — اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے اور کانگریس
کا ساتھ نہ دینے والے علماء پر اشارۃً کنایۃً حملے کس رہے تھے، تقریر ختم ہوئی۔ —

علماء و فدا آزاد کے قریب تھے۔ میں آزاد کی پشت پر تین چار آدمیوں کے پیچھے تھا۔ ابوالکلام آزاد نے بلند آواز سے کہا :

”آپ لوگوں کا صدر کون ہے؟“

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے کچھ فرمایا، میں ان کا جواب نہ سمجھ سکا۔

ابوالکلام آزاد نے سید سلیمان اشرف کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔ سید سلیمان اشرف تقریر کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تقریر کے دوران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کیے، ”تمام محبت تمامہ“ کے سوالات کا جواب طلب کیا، آزاد کے کچھ اخباری بیانات، کچھ تقریریں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے۔ اپنی کتاب الزناد اور ایک اور کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے آزاد سے جواب طلب کیا اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا۔ آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا۔ اصل جواب سے سبکدوشی کرتے ہوئے اس نے اپنی جوابی تقریر میں کہا :

”کچھ مولویوں کا دفترا یا ہے جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد، مجھ پر جو

الزامات لگائے جا رہے ہیں سب غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔“

آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہلا اب یہ حضرات جاسکتے ہیں۔ اسی دوران میں بہت ہیچ و تاب کھارہا تھا کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں پھیل چکی ہے، کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ میں کھڑا ہوا گیا، کفایت اللہ اور صاحب نے میرا دامن کینچا مگر میں بڑھ کر آزاد کے پیچھے چاکھڑا ہوا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے مجھ سے کہا کہ: آپ بھی کچھ کہیں گے؟۔ میں نے کہا کہ: آزاد صاحب سے کچھ پوچھنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ آزاد نے کہا: ”کیئے!“۔ ایٹج کا ہر فرد اور پورا مجمع مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے آزاد سے فوراً بلند آواز سے کہا :

”انجناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام

الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گزارش یہ ہے کہ

اخبار زندہ دار، لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں ہنایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ: ناگپور میں خلافت کا نفرش کے پندال میں، امام ابو الکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں ہاتھ گاندھی کی صداقت و حقانیت کی شہادت دی۔ — ایک مشرک کی صداقت و حقانیت کی شہادت خطبہ جمعہ میں! — یہ کیا اسلام ہے؟

یہ سنئے ہی آزاد کا چہرہ فٹ ہو گیا — ایک ددمنٹ تک مجھے دیکھتا رہا، پھر بولا: لعنة الله على قائلہ

میں نے کہا،

• آزاد صاحب! یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں بالا اعلان شائع کرادیجئے تو امید کہ توبہ کے قائم مقام ہو جائیں۔

پھر میں نے کہا ایک بات اور عرض کرنا ہے:

• اخبار تاج راجل پور، فلاں تاریخ، فلاں نمبر میں ہے کہ الہ آباد کے ایک جلسہ عام میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے کرسی صدارت سے اعلان فرمایا کہ مقامات مقدسہ کا فیصلہ اگرچہ ہمارے حسبِ دلخواہ بھی ہو جائے تب بھی ہم اس وقت تک چین نہیں لیں گے، جب تک گنگا اور جمنہ کی مقدس سرزمین کو آزاد نہ کرالیں گے۔ — بحیثیت مسلمان ہونے کے گنگا جمنہ بھی آپ کے نزدیک مقدس ہیں؟ استغفر اللہ!

اس پر آزاد نے کہا،

• میں نے یہ پرچے نہیں دیکھے، لعنة الله على قائلہ

اس پر بھی پھر میں نے یہی کہا

• لعنت کے یہی الفاظ توبہ کے قائم مقام اخبارات میں بالا اعلان شائع ہونے چاہئیں۔

اس کے ساتھ ہی میں نے تمام حجت تاملہ کی جانب متوجہ مبذول کراتے ہوئے ابوالکلام آزاد سے کہا:

یہ ستر سوالات کا ایک مجموعہ ہے جس کے ہر سوال کا مفصل اطمینان بخش جواب آپ

آپ کی طرف سے دیا جانا چاہیے۔

اس کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب نے ابوالکلام آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
 "مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور خلافتِ اسلامیہ کی خدمت ہر مسلمان پر بقدر وسعت
 فرض ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ کی خلافِ شرع حرکات میں سے کچھ کا بیان
 تو مولانا سید سلیمان اشرف کی تقریر میں آچکا ہے۔ باقی کا ذکر جماعتِ رضائے مصطفیٰ
 کی طرف سے شائع شدہ اشعار بعنوان تمامِ حجت تامہ میں ہے، وہ اشتہار آپ
 کو پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں بعض غیر اسلامی حرکات پر حضرت مولانا بریلوی الحق صاحب
 نے آپ کا مواخذہ کیا ہے۔ آپ جب تک ان تمام حرکات سے، تو بہ نہ شائع کریں
 گے ہم آپ سے علیحدہ ہیں۔"

آزاد نے وعدہ کیا کہ اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے توبہ کا اعلان
 شائع کر دیا جائے گا۔ ہمارا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس روانہ ہوا۔ میں بھی پیچھے
 پیچھے چلا۔ — — — — — والنیٹروں نے ہمیں اپنے گھرے میں لے کر پنڈال کے باہر تک پہنچا دیا۔ ہم سب
 واپس چلے۔ — — — — — راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
 صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"بریلویاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کر دیا۔"

ہم سب مکان پر پہنچے، معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت انتظار فرما رہے ہیں۔
 یہاں اعلیٰ حضرت کو پہلے ہی سے کانگرس پنڈال میں ابوالکلام کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی
 پوری رپورٹ مل گئی تھی۔ — — — — — پردہ کرا کے اندر ہی وفد کو اعلیٰ حضرت نے بلوایا،
 صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے یہ ضرور عرض کیا:۔

"حنود! بریلویاں نے بہت جرأت و بہت سے کام لیا، یہ صرف

حنود ہی کا فیض ہے۔"

اعلیٰ حضرت نے دعائیں دیں، ہم سب باہر آ گئے، مولانا نعیم الدین صاحب اور
 مولانا سلیمان اشرف صاحب جو باہر سے تشریف لائے تھے، اسٹیشن روانہ ہو گئے،
 ہم لوگوں نے آرام کیا۔ — — — — — صبح نماز فجر کے بعد ایک صاحب اسٹیشن سے آئے

جوشیشن پریکٹ وغیرہ بیچتے تھے، انہوں نے بتایا: ”ذریعہ دونوں میں بالوالکلام کو ایک مجمع گھیرے ہوئے تھا، میں بھی کھڑا ہو گیا، ان کی زبان سے یہ الفاظ سُنے: ”بعض باتیں حقیقت ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اب ہمیں آزادی کا جو مسئلہ حل کرنا ہے اس کے آگے اب تمام باتیں فی الحال زیادہ ترجہ کے قابل نہیں ہیں مگر احتیاط بہر حال ضروری ہے۔“ ملے میں دو بیٹے بریلی رہا، پھر واپس چلا آیا۔

ملے بیداقتہ ۱۳ رجب ۱۳۳۹ء کو پیش آیا، تمام تفصیلات مددِ دادِ مناظرہ کے نام سے جہتِ منصفانہ (بریلی) نے نادی پریس بریلی سے چھپوا کر اس زمانے میں شائع کر دی تھیں حال ہی میں محمد جلیل الدین قادری نے ”بالوالکلام آزاد کی تادیبی شکست“ کے عنوان سے مفصل و مبسوط مقدمے کے ساتھ یہ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کر دی ہیں۔

وصول امام احمد رضا

مجلس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

حی عن بنیہ فکیف یموت
انما المیت هالک الا وهام

امام احمد رضا

جس نے میں میری بھی زکا طاعت اور میرے بچے محمد لعان الحق کا انتقال ہوا،
 اعلیٰ حضرت علالت اور گرمی کی وجہ سے بھوالی میں تشریف رکھتے تھے، صفر ۱۳۴۱ھ/
 ۱۹۲۱ء میں بچوں کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے خادمہ اور والدہ زکیہ مرحومہ کے نام
 تعزیت نامہ ارسال فرمایا جس میں غمخواری اور دلدادگی کا حق ادا کر دیا، و تحقیق تعزیت نامہ
 بستر علالت سے تحریر فرمایا تھا بلکہ اپنے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب
 سے لکھوایا تھا کیونکہ علالت و نقاہت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود نہ لکھ سکتے تھے لیکن
 اعلیٰ حضرت کی کیفیت ہمارے علم میں نہ تھی، اعلیٰ حضرت نے اس لئے تحریر نہ فرمائی کہ
 ہم لوگ پریشان ہوں گے لیکن بچوں کے انتقال کے بعد تعزیت نامہ کے فوائد ہی بعد
 اعلیٰ حضرت نے اپنی ساری کیفیت تحریر فرمادی۔ اس میں ایک حکمت بھی تھی کہ ہم تعلق و محبت
 کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی فکر میں اپنا غم بھول جائیں گے یا اپنی علالت کی خبر دے کر بھی ایک
 طرح تعزیت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت نے دوسرا والا نامہ ۸ راور ۹ صفر المظفر ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۱ء کو مولانا
 مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا، یہ اعلیٰ حضرت کا آخری خط ہے اور قابل مطالعہ
 ہے، اس لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت یارکت مولانا حمید الاسلام داماد السلام بالخیر والسلام و حضرت الاسلام آمین !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ایک وقت میں تین واقعے ایسے نہیں کہ انسان کے پاسے ثبات
میں کچھ نہ لزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہ تعالیٰ علمائے عالمین و جبال و قفار
تمکین سے ہیں، خط لغزیت کا فقیر نے نور عینی مولوی برہان میاں سلمہ کو
لکھا، اگرچہ جناب کو حاجت نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرمائیجئے، ان دونوں
صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل، تلقین و صبر فرمادیجئے۔ ضرور ضرور ضروری تھا کہ
فقیر اس وقت تعزیرۃً حاضر ہونا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک
بخیاں فکر و ملال جناب گزارش نہ کی تھی، عرض کرنی یوں بھی مناسب ہوئی
کہ بفضلہ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب اور نور عین برہان میاں اور اس سلسلے
مبارک گھر کو میرے ساتھ ہے، اس کی نظیر کم ہے، اس طرف فکر کی
مشغولی ادھر کے غم سے شاغل ہوگی اور اس محتاج دعا کے لئے خالص
قلب سے دعا فرمائیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ میری نجات و شفا کی
کافل ہوگی۔

بہاولی میں ۹ ارذی الحجہ سے چار روز بچے شدید بخار آیا، پانچویں دن
درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ دردِ جگر سے متبدل ہوا، محرم کا دن اور
اکٹھویں شب جیسی گزری الحمد للہ سب العلین، الحمد
للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اہل النار —
وہاں نہ کوئی طبیب، نہ کچھ دوا، اوپر کی سانس کے ساتھ یہ معلوم ہوتا تھا کہ
جگر کی ایک طرف بان کے برابر موٹی ریح کسی شکل بند ہوئی اور دوسری
طرف سے دوسری اور دونوں میں کنگیا کی طرح سے پیچ ہوئے پھر

وہیں بیٹھ گئیں اس کے ساتھ بار بار یہ ریاخ قلب کی طرف متوجہ ہونے معلوم ہوتے تھے، اس وقت اندیشہ زیادہ ہوا، حدیث میں دعا ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھی ————— ان پر بیمار و دروہی ہوں، فوراً بڑی بڑی ڈکاری آنی شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہ تعالیٰ وہ ریاخ قلب پر سے صاف ہو گئے، یہ رات کے بلکہ بجے کا واقعہ ہے۔

اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم رکھا جائے؟ ————— میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر وہی دعا پڑھی، بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہ تعالیٰ خفت، تین بجے کے قریب پھر جگر پر اجتماع ریاخ اور اشتداد درد ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی فوراً دوسری اجابت ہوئی اور درد میں بفضلہ تعالیٰ خفت ہوئی، چار بجے پھر ایسا ہی ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً اجابت ہوئی اور مجددہ تعالیٰ درد بالکل جاتا رہا ————— یہ ان کا فضل ہے، یہ ان کا کرم ہے، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ واربہ وحبہ الی ابد الابدین فی کل ان وحين بعد کل ذرۃ الف الف الف مرۃ آمین، والحمد للہ رب العلمین۔

اور ایک عجیب واقعہ استماع فرمائیے جسے میں نے طبیوں کے سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تنہا یہ طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یا طبیات میں کچھ بتا ہے؟ یہی جواب ملا، حاشا! بلکہ رحمت خاصہ خدا ہے، اس مرض کے ساتھ ہی بشریت کھانسی وزکام اور بلغم میں نزوح ہوتی ہے کہ دس دس جھکوں کے بعد دوشواری جدا ہوتا، کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھکے ہوتے اور جگر وہیلو میں درد، ان کو ان جھکوں کی اصلاح نہ ہوتی

— ایک صاحب کے پاؤں میں زخم ہے، کھانسی آتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور بیاں برابر کے ہفتار میں درد اور ان کو ان جھجکوں کی اصلاح علاج نہیں فنا محمد نذہ الکریم حمد اکثیرا طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ویرضی۔

غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوانیچ کھل گیا، رانوں کا ابتدائی حصہ تیارہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے — شدت قبض و ہیجانِ ریاچ کا سلسلہ اب تک ہے۔

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے، مولیٰ انہیں جزائے خیر دے لاری میں میرے پنگ بچا کر لائے اور بغیر تھکے بہت آرام سے آنا ہوا، یہاں تک آیا ہوں، اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشاء سے ظہر تک کی نمازوں کو چلنا دی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے، عصر بھی مسجد میں ادا کی، پھر بخدا گیا اور اب مسجد تک جانے کی طاقت دوری، پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے، اس نے بالکل گرا دیا، نماز کی چوکی پنگ کے برابر لگی ہے، اس پر سے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار اہمیت سے ہوتا ہے، الحمد للہ کہ اب تک فرض دو وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے، دل جانتا ہے — اکٹھوں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے، مکان سے مسجد تک کرسی پر جانے میں یہ تعجب ہوتا ہے کہ بیٹے کر سنتیں بھی بدقت تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس مکان سے عشاء تک بدن چور رہتا ہے، نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار حرکت جاتی ہے دو دو قمرح کی قدر رکی رہتی ہے پھر باؤنہ تعالیٰ چلنے لگتی ہے لہذا بدل نا خواستہ حاضری سے معذور ہوں۔

میں نے حامد رضا خاں، مصطفیٰ رضا خاں سے کہا تھا کہ میں نہیں جاسکتا، تم دونوں میں سے کوئی خدمتِ حضرت مولانا میں حاضر ہو مگر وہ

اس سخت محذوث حالت میں مجھے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے۔
 یہ سب حالات میں نے شکرِ نعمتِ الہی و طلبِ عا کے لئے لکھے ہیں، میں قسم
 دیتا ہوں کہ جناب یا نور عینی برہان میاں حالتِ موجودہ میں عیانت کے لئے
 ہرگز تکلیف نہ فرمائیں، وہیں سے دعا انا اللہ تعالیٰ کافی ہے اور اگر وقت
 آگیا ہے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ جب یاس سمجھو فوراً حضرت مولانا کو
 تار دیدو کہ نماز میں شرکت جناب فقیر کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ باعثِ رحمت و
 برکت ہوگی، سب احباب کو سلام اور طلبِ عا۔ والسلام مع الاکرام

۸ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ

مخلصانِ کرام حکیم صاحب و برادرانِ حکیم صاحب و دادا بھائی و عبد الکریم بھائی
 و قاسم بھائی و امثالہم سے بالخصوص بعد سلام طلب و غلبے۔ یہ دو خط صبح سے
 رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوا پایا۔ والسلام مع الاکرام۔
 فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۹ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ

بقلم مصطفیٰ رضا خاں

نوٹ: ۱۔ شخصیت پکے ذرا سے سرتے اس کے خطوط سے معلوم ہوتے ہیں، خط و بات چیت کا ایک ایسا ذریعہ
 ہے جس میں انسان خود کو نہیں چھپاتا، بلکہ خلافتِ تفریاد و تصنیف و تالیف کے اس میں مقرر یا کولت و مصنف کا
 چھینا ہوا آسان ہے، اس لئے شخصیت کی جانچ پڑتال کرتے وقت اس کی غلطیوں کا حال مزور و معلوم ہونا چاہیے
 بسا اوقات جدیت و ضرورت میں اتنا تصور ہوتا ہے کہ انسان دیکھ کر ہجران و ششدر رہ جاتا ہے، گرام احمد رضا
 کے خطوط کے مطالعے سے ان کی سیرت اور زبانک نظر آتی ہے، یہ اس بات کی علامت اور شہادت ہے کہ
 ان کی سیرت سچی اور ان کے احوال و احوال پاکیزہ تھے، شاید یہی خط لیتے جو اس وقت پیش کیا گیا ہے۔

یہ خط امام احمد رضا نے متفرق اوقات میں انتقال سے قبل ۸ رادر ۹ صفر سنہ ۱۳۳۵ھ /
 سنہ ۱۳۳۵ھ کو اپنے صاحبزادے مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے لکھا، اس خط سے امام احمد رضا کی
 (تقریر صفر ۱۳۳۵ھ)

اعلیٰ حضرت نے ۱۲ صفر ۱۳۳۱ھ کو مندرجہ بالا خط ارسال فرمایا اور ۵ صفر ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۱ء کو اعلیٰ حضرت کا وصال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کا تاریخ جب جبل پور پہنچا، اس وقت انتہائی سخت بخار میں بالکل غافل تھا، مجھے رات قدرے ہوش آیا تو دیکھا کہ والد ماجد کے پاس شر کے لوگ بہت آ جا رہے ہیں، میں حیرت میں تھا، مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی، صرف چچ عبدالشکور صاحب نے اتنا دریافت فرمایا تھا "برہان کیسی طبیعت ہے؟" میں نے الحمد للہ کہہ دیا۔ پھر چچا نے فرمایا، "برہان! اعلیٰ حضرت کی کیا عمر ہوگی؟" میں نے

حیرت کے ساتھ ذیل پوچھا کرتے ہیں :-

- ۱۔ اپنی شہادت کو مجرد فکر کے ساتھ بیان کرنا اور شکایت کا ایک لفظ زبان سے نہ نکالنا۔
 - ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں پر اس قدر وثوق و ایمان کہ دعا کو دانا لینا۔
 - ۳۔ عین بیمار و مصیبت میں حمد و شکر کرنا۔
 - ۴۔ شدید ضعف و ناتوانی کے عالم میں نواز باجماعت اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا۔
 - ۵۔ دوستوں کا اس حد تک پس دھما کر ان کو اپنی حیثیت کے لئے تکلیف دینا گوارا نہ کرنا۔
 - ۶۔ مرنے کے لئے اطمینان و سکون کے ساتھ تیاری، مدد کوئی پریشانی اور نہ کوئی گھبرائے۔
- بیشک قرآن کریم میں انہی حضرات کے لئے ارشاد ہوا ہے :-

وَلَا يَأْتِيَنَّكَ النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ أَوْ جَعَلِيَ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَُّرْضِيَةً ۝
فَادْخُلِي فِي عِلِّيِّينَ ۝ وادخلی جنتی ۝

(سورة النفر ، ۲۷-۳۰)

(ترجمہ) اسے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ آ، پس میرے بندوں میں داخل ہو اور میری

جنت میں چلو جا۔

(ب) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (سورة البقرة ، ۸)

(ترجمہ) "خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی"

کہا، ”مجھے صحیح طور سے یاد نہیں مگر ستر کے اندر اندر ہے۔“ — پھر میں نے چچا سے پوچھا، ”آپ نے کیوں دریافت فرمایا؟“ — اس پر چچا نے کہا، ”نہیں ایسے ہی ذکر نکلا تھا تو ہم نے پوچھ لیا۔“

صبح سینچر کو مسجد میں فاتحہ کا انتظام تھا، جب مجھے وصال کی اطلاع ملی شدتِ غم سے مجھ پر غفلت طاری ہو گئی، کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، میں فاتحہ میں شریک ہوا اور وہاں حضرت کا تعزیت نامہ اور علالت کا والا نامہ پڑھ کر میں نے سنایا، ہر شخص کے آنسو جاری تھے اور میں شدتِ گریہ کے سبب بہت ہی سنبھل سنبھل کر والا ناموں کے کلماتِ طیبات کو پڑھ سکا۔

اعلیٰ حضرت کی شفقت و عنایت خادم کے حال پر تھی بی لیکن آج بھی اعلیٰ حضرت کے نورِ نظر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب، متع اللہ السالین بطولِ حیات و فیوض و برکات کی نظرِ کرم و عنایت فقیر پر اور فقیر کے خاندان پر ویسی ہی ہے جیسی اعلیٰ حضرت کی تھی، ہر سال عرسِ قدس عبدالاسلامی میں جبلِ پورہ کرم افزائی فرماتے اور اور سفیوں بلکہ کبھی کبھی مہینوں سے بھی زیادہ قیام فرماتے ہیں، آج چار سال سے ضعفِ شدید اور گونا گوں امراض کے سبب عرس میں تشریف نہ لاسکے مگر فقیر پر اکرامات و انعامات حسبِ سابق ہیں، بارک اللہ ن۔

فقیر نے تعمیرِ پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور سطر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بعونہ تعالیٰ قلم بند ہے مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا، نہ اس کی اشاعت ضروری سمجھی، سطر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد و پریشانی سے محفوظ رکھے آمین، واللہ الموفق۔

”اگر اساتید مجدد و زماں برینہ بریں“ کے محقق واقعات ختم ہوئے تو
 اللہ تعالیٰ قلوبنا و عیوننا و اذہاننا و اجرامنا بفیوض مجدد الدین
 والملت و امام اہل السنۃ و شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت
 مولانا محمد احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفضلہ العظیم
 و لطف نبیہ الکریم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

www.nafseislam.com

محمد الفقیہ عبد الباقی
 کتب برہان الحق القادی الضروی
 السلامی الجبلی فوری غفر لہ

محکمات میں امام احمد رضا

مفتی اعظم اسلام آباد
WWW.NAFSEISLAM.COM

اے تو کہ از نامِ تومی بارد عشق
از نامہ و پیغامِ تومی بارد عشق
عاشقِ رشود آئیگی کہ بگویت گزید
اے از در و بامِ تومی بارد عشق

فہرست

مکتوب نمبر ۱	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۲ء
۲	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
۳	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۳ رجب ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
۴	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۶ء
۵	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
۶	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء
۷	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
۸	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری، محرمہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

مکتوب نمبر ۹

بنام قاری بشیر الدین جلیپڑی ،

_____ محرمہ ۲ صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ھ

بنام مولانا مفتی محمد ربان الحق جلیپڑی ،

۱۰ "

_____ محرمہ ۱۰ ارذی الحجہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۱۴ھ

بنام مولانا مفتی محمد ربان الحق جلیپڑی ،

۱۱ "

_____ محرمہ یکم شعبان ۱۳۲۴ھ / ۱۹۱۹ھ

بنام مولانا مفتی محمد ربان الحق جلیپڑی ،

۱۲ .

_____ محرمہ ۲۵ شعبان ۱۳۲۴ھ / ۱۹۱۹ھ

بگامی ملاحظہ مولانا المکرم المجلد المکرم ذی العبد المکرم والفضل الاتم احسن شیم حامی بسنن
ماہی لفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دستبرکاتیم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

”فیصلہ حق نما“ حاضر کر چکا ہوں، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری
کے دوسرے فریادی پر ساڑھے تین سوا اور کابل کا ۶۴ صفحہ پر ایک خط،
جس میں ان اعتراضات کا فیصلہ ان کے انصاف پر رکھا ہے، پرسوں جمعہ کو
مولوی حامد رضا خاں سلمہ نے رجسٹری رسید طلب بھیجی ہے اور کل شنبہ کو
خیر نے نہایت دوستانہ طرز پر مناظرہ کی دعوت کا خط رجسٹری جوابی ارسال کیا ہے
۹ رجب روئے شنبہ سے ۱۴ رجب روزہ شنبہ تک مارہرہ مطہرہ میں حضرت
سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کا عرس شریف
ہے، صاحب سجادہ حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسین میاں صاحب قبلہ
دامت برکاتہم کی بے حد خوشی ہے کہ جناب قدومِ سینت لزوم سے اسعاف فرمایا
زبانی بھی فرمایا تھا اور پھر تحریراً کسی تقاضے آئے لہذا استدعی کہ تاحد مکان
مزد و ضروریہ استذعان منظور فرمائی جائے۔

بخدمت والدہ ماجدہ تسلیم و برائے میاں و زہد میاں سلام و دعا،
برکات علم و عمل۔

فقیر احمد رضا خاں قادری مخفرہ
۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کے لئے ہے، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ

یہ مین نقشِ جلیل ہیں ان کے مختلف شرائط تھے اور بقدرتِ الہی اس
 جمعہ کو سب جمع ہو گئے اور ان سے اور زیادہ تھے، مگر سعد الہجیہ میں زہرہ و قمر
 کا قمران زہرہ شرف میں، مشتری بہت میں، زہرہ و مشتری کا قمران، آفتاب خاص
 درجہ شرف میں، دن خاص جمعہ مبارک کا ————— ان کے فوائد، برکات، عظیم،
 مخلوق و خالق، سب کے نزدیک عظیم و جاہلست، بعونہ تعالیٰ مگر ہر صفت سے نجات،
 ہمیشہ وسعتِ رزق، محبتِ الہی، حیاتِ طیبہ، قلوبِ خلّاق میں محبت —
 ان میں سے دو نقشوں میں مکتوب لے کے نام کے اعداد بھی داخل کئے جاتے
 ہیں، وقت بہت قلیل تھا، صرف پندرہ نام اس کے لئے تجویز کئے،
 ان میں ایک نام آپ کا تھا، نقوشِ حاضر میں، مولیٰ تعالیٰ مبارک فرمائے،
 ہر پنجشنبہ یا جمعہ کو انہیں یو بان کی دھونی دیا کریں اور اس وقت دامِ ناجِ دُئی
 حاضر، حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دے کہ مسلمان محتاج
 کو دے دیا کریں ————— ان عظیم نقشوں کی قدر کی جائے کہ
 ایسی ساعات کا پھرا جتماع بہت بعید ہے اور ہندوستان بھر میں پندرہ
 نام اس کے لئے مخصوص کئے گئے جن میں ایک آپ ہیں۔

والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی سیدنا محمد

بجای خطہ صاحب الفوائد القدسیہ الفضائل الانسیہ حامی السنن السنیہ علی نقی
الدینیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبد السلام دامت فضاہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۔

صحت مزاج والا سے مطلع فرمائیں، فقیر بے توقیر سوادعا کے
کیا کر سکتا ہے؟ ————— مولانا عزوجل آپ کے وجود مسعود کو
اسلام اور سنیت کے حق میں محو و ماجود رکھے، آمین۔ فقیر اپنے لئے
بھی طالب دعا ہے۔

دوا شہار حاضر ہیں، اپنی خیریت اور ان کی رسید سے اور
پرچہ درود کی اشاعت سے مطلع فرمائیں۔

عزیزی مولوی برہان الحق صاحب بعد سلام مضمون واحد، سب احباب
اہل سنت کو سلام سنۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۲۳ رجب ۱۳۳۲ھ

اللہ و رسول جل و علا و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ہی ہری معین و مددگار عنقا
 ہے اور ان کے سوا کسی کی حاجت بھی کیا ہے؟ ————— الحمد للہ!
 جناب کی محبت خالصاً لوجہ اللہ صمیم قلب میں راسخ ہے، کبھی نسیا زہر
 نہ بکھولے بلکہ بوجہ کثرتِ کار و اذکار صحائفِ شریفہ یا عنایت نامہ اے عزیز
 بجان مولوی برہان الحق سلمہ الرحمن کا جواب بھی نہ دوں مگر بھلا اللہ دل ہمیشہ
 یاد میں رہے اور زبان دعا میں۔

مولانا برہان الحق کا رسالہ دربارہ تقبیلِ قبر مدت سے آیا ہوا ہے،
 ماشاء اللہ بہت اچھا لکھا ہے، یہ سکہ مختلف فیہ ہے اور فقیر کا مختار و مبارک
 مزاراتِ طیبہ پر بحفاظِ ادب منع عوام ہے۔

غزل جس کی دلیت پھولوں کی "ہے اکبر میر ٹھی نے یہاں آکر
 اپنے تخلص سے پڑھی اور شائع کی، مولانا برہان الحق صاحب کو اب اس
 دستبرداری چاہئے۔۔۔۔۔ اس کے ایک مطلع میں یہاں اصلاح
 بھی دی گئی۔۔۔۔۔ "جب باغ جہاں کے مالی"۔۔۔۔۔ مالی
 کی جگہ مالک" بنا گیا کہ مولیٰ جل و علا کو مالی" کتنا خلافِ ادب ہے مالی
 صرف ناظر و خادمِ باغ ہی ہوتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

مولانا برہان الحق صاحب کے سلام و دعا، سب احبار کو سلام۔
 فقیر احمد رضا قادری غفرلہ
 ۴ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ

مولانا مولوی سید سخاوت حسین صاحب ہسوانی مرحوم و مغفور یہاں کے
 ایک مستقل مستقیم سنی عالم تھے، زمانہ حضرت والد ماجد قدس سرہ میں میرے یہاں
 کے مدرسِ اول بھی رہے تھے، وہاں سے سخت نفوذ تھے۔۔۔۔۔
 فرمایا کرتے تھے، "وہاں اگر سامنے سے گزر جاتا ہے، دل پرتا بیکی آجاتی ہے۔"
 یہ غلامِ طلب بن صاحب ان کے صاحبزادے ہیں، جب کبھی

ہیباں تشریف لائے، فقیر کے ساتھ بہت خلوص سے پیش آئے۔
 سر پر بال بہت لمبے مثل نثار تھے، فقیر نے عرض کی کہ ”یہ حرام ہے“ اسی
 جلسہ میں کتروائے۔۔۔۔۔ ان کا ”برہنچاری“ لقب البتہ بندوانہ
 اور سخت معیوب ہے، فقیر کو خبر بھی نہیں کہ ان کا جلسہ کب اور کہاں ہوا کرتا
 ہے، میں کبھی حاضر نہ ہوا۔۔۔۔۔ بعض تحریرات میں اب ان کے
 کلمات حد شرع سے بہت متجاوز دیکھے، اگر وہ ملے تو ان سے انشاء اللہ
 تعالیٰ کہا جائیگا گریہ کلمات کفریہ کبھی ان کی نسبت سننے میں نہ آئے، نقل میں بھی
 بہت تفاوت ہو جاتا ہے، راوی کی تصحیح فرمائیے، اگر ثقہ معتد ہے تو حکم
 شرعی میں کسی کی تخصیص نہیں جو اسلام و کفر کو یکساں، مسلم و کافر کو برابر کہے
 ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اور اگر بیان راوی میں کمی بیشی
 پائیے تو حکم بے ثبوت روشن ناممکن ہے۔۔۔۔۔ پھر بھی ان مناش
 حضرات سے احتراز لازم۔

دوسرے بزرگ مدتوں وہابی رہے، ان کے ختمی بھائی نے
 ان کے بد مذہب محض ہونے کی شہادت دی، اب ٹھوڑے عرصہ سے
 وہ اپنے کو فقیر کا ہم مذہب ظاہر کرتے ہیں، جلسہ مدرسہ سے قبل لکھا ایک خط
 مشتمل عقائد اہل سنت آیا تھا کہ یہ میرے عقیدے ہیں اور اس جلسہ میں
 آنے کی اجازت چاہی تھی۔۔۔۔۔ یہاں نے لکھا گیا کہ اگر آپ کے
 یہی عقائد ہیں، تشریف لائیے، مگر آئے نہیں۔۔۔۔۔ وہ سخت
 مشکوک و مشتبہ حالت میں ہیں۔

دو کتابیں حاضر کرتا ہوں، مخالفین عاجز آکر وہابیہ کی روش چلا چاہتے
 ہیں، نصاریٰ کے یہاں نالش، و حسبنا اللہ و نعم الوکیل، دعا فرمائیں کہ مولیٰ جلد
 ان کو اس ارادہ طعونہ اور دیگر اراکات فاسدہ ابدار رسانی، آبروریزی سے
 جن پر ان کے یہاں جلسہ ہو کر اجماع ہو گیا ہے باز رکھے آمین۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ و لوہرکت ایامہ و
لیالیہ آمین، بلا خطہ عالیہ کامل النصاب جناب تطاب حامی السنن یحیی الفتن
زین الزمن عبد السلام عبدالسلام !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

سولی عزوجل جناب نور عینی مولوی بران میاں سکڑ و سائر احباب کو
شرائیکہ سے اپنے حفظ و امن میں رکھے، استوجع اللہ تعالیٰ
وفیکم و عندکم و عافیتکم و اولادکم و اموالکم و
مالکم۔

برادر دینی حاجی عبدالرزاق صاحب پراس سانحہ کے درود سے صدر ہوا
انا اللہ وانا الیہ راجعون ————— علی سر بنان یہ بدلنا
خیر امنہا انا الی سر بنان خیرین ————— ولاحول ولاقوۃ
الا باللہ العزیز الحکیم، سولی عزوجل بمنہ و کریم و جاہ حبیبہ و قاسم نعمہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو جلد ناجی و کامیاب فرمائے اور مخالفین کو مخذول و
مقنور کرے۔ آمین۔

حاجی صاحب کا کٹنی سے خط آیا ہے کہ عنایت پر رہا ہوا ہوں،
انشاء اللہ العزیز کل اپیل کی درخواست کروں گا، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب
قبلہ نے بہت جلدی سہی فرمائی جو حضرت مولانا کا حق تھا، امید قوی ہے بہت
جلد کامیاب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح جیل پور جاؤں گا۔
انتہی بغفتم

عجب ہے کتنی میں کوئی مسلمان ایسا نہ تھا کہ فوراً فوراً وہیں نہانت کر لیتا
 انا للہ وانا الیہ راجعون ————— حاجی صاحب جبل پور ہوں گے، یہ
 نیاز نامہ حضرت کے اور ان دونوں کے نام ہے ————— حاجی
 صاحب لا حول شریف کی کثرت بے تعدا رکھیں اور ہر بار پھری کو جاتے
 وقت حضرت عز جلالہ کی طرف متوجہ ہو کر حسبنا اللہ و نعم
 الوکیل کہیں اور تا ختم وقت بے گنتی اس کی کثرت رکھیں نیز وقتاً فوقتاً
 یہ دعا کے جبل کہ ارشاد حدیث ہے، پڑھیں :-

لا الہ الا اللہ العظیم العظیم، لا الہ الا اللہ رب
 العظیم، لا الہ الا اللہ رب السموات السبع و رب
 الارضین و رب العرش الکرم احرف عنی شر
 فلان فلان ————— فلاں فلاں کی جگہ حاکم اس کی نام لیں۔

صلوة الصلوات جامع البرکات —————
 وقت غیر کراہت میں دو رکعت نفل، ہر رکعت میں قبل قراءت (یعنی
 پہلی میں بعد شہدہ، قبل تعوذ اور دوسری میں قبل تسمیہ) یہ درود شریف ۵ بار
 اور بعد قراءت، پھر رکوع، قمر، سجود، قعدہ، سجود ثانیہ —————
 ہر ایک میں دس بار پڑھیں :-

اللہم صل علی سیدنا محمد عبدک وحبیبک
 ورسولک المنجی الای وعلیٰ آلہ۔

اس کے لئے اولیٰ وقت اشراق ہے، جس ہم کے لئے تین جمعہ
 پڑھی جائے، ہذہ نفعی اور ہو ————— یہ مقدمہ سجود و مقصد
 حاجی صاحب دونوں کے لئے پڑھی جائے۔

حاجی صاحب کے لئے کا مجرب عمل بھیجتا ہوں
 ممکن ہو تو وہ خود پڑھیں ورنہ ان کا دوست ————— آج سے بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد و خصل علی رسولہ الکریم

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب سلمہ السلام بالغزو والا کرام
برہانی ملاحظہ مولانا المکرم ذی الجود والکریم حامی السنن السنیہ حامی الفتن الذریہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

رب غزوہ جل فیہ منہ تازہ مبارک کرے اور اسے اپنے اور نور عینی
برہان میاں کے سلسلے میں مدارج عالیہ غلم و عمل کو پہنچائے، آمین بجاہ
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیہم اجمعین۔

تین تعدیہ حاضر کرتا ہوں، بچے کے گلے میں ڈاسے جائیں، ہم دن
بمک روزانہ بچے کو ناج سے تول کر، ناج محتاج کو دیں پھر باذنہ تعالیٰ سال بھر
ایک ہر سہ ماہ تولیں۔۔۔ دوسرے سال ہر دو ماہ پر۔۔۔
تیسرے سال تین بیٹے پیچھا اور چوتھے برس ۴ بیٹے اور پانچویں پہاڑے
چار بیٹے پر، چھ سال ہر شاہی پر، ساتویں برس ہر سہ سال۔

اشتار کے صرف ۵۰ پیسے یہاں تھے وہ بھجوا چکا ہوں، اس بار
میں ایک اور رسالہ چھپ رہا ہے، اشتار اللہ تعالیٰ جامع و مانع و کافی و کافی ہوگا۔
سب صاحبوں کو سلام، والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری صفی عنہ
۱۴ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی الجود المکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا
مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب عیال اسلام دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مولیٰ تعالیٰ عزوجل اس نعمت تازہ کو مبارک فرمائے۔
میرا معمول یہ ہے کہ جتنے بیٹے بھتیجے پیدا ہوئے، حقیقہ میں سب کا نام نام
اقدم رسالت پر رکھا اور کہنے کے لئے کچھ اور۔۔۔۔۔ اس نعمت
تازہ کا حقیقہ بھی اسی مبارک نام پر ہوا اور عرف لسان الحق۔

پچاس تولہ بھون اور حاضر ہے، اب مقدار خوراک بتدریج دو تولہ
تک بڑھا دی جائے کہ پھر موسم گریا آجائے گا۔۔۔۔۔ مولیٰ عزوجل
نفع تام بخشے، بعد فرائع بعون تعالیٰ نسخہ بھی حاضر کر دوں گا۔
سب احباب کو سلام۔ والسلام مع الاکرام

فیضانِ رضا قادری عفی عنہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم !

بملاحظہ مولانا و مکرم صاحب مولوی قاری بشیر الدین صاحب دام کریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

غفر اللہ ————— واجزل ثوابکم واخلفکم
خیرا منها ولا تزلتم فی العافیۃ الہنیۃ امین -
فقیر انشاء اللہ العزیز امدادہ محاضری رکھتا ہے، ممکن ہے کہ غفر
ہو کر داسے تعزیت کرے، والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ
شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ شب دوشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 محمد و نسل علی رسولہ الکریم
 نور حدیقہ افضال، نور حدیقہ کمال عزیز بجان سعادت نشان
 مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نور اللہ تجلیات النور المطلق
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

بعدد علمائے ترقیات ظاہر و باطن، دو تعویذ حاضر کرتا ہوں، جس پر
 ”یا کافی“ لکھا ہے، بازوئے راست پر باندھا جائے اور جس پر ”یا شافی“
 لکھا ہے، ناف پر اور ایک رکابی کی ترکیب مرسل ————— ہر
 امراضِ صعب سے باز نہ تعلق لے سکا ہے، سات یا گیارہ روز انشاء اللہ
 تعالیٰ کافی ہوں گے، ورنہ چلے کیا جائے۔

مولانا ربیع الفضل اولادنا اپنے والد ماجد سید سید اللہ تعالیٰ کی خیریت
 سے اطلاع دیجئے، آپ کے اس لفظ سے کہ ”ہمیشہ مریض رہتے ہیں“
 ٹھکر ہو گیا ہے، مولیٰ عزوجل بسنے و کریم ان کو جلد بیات و آفات سے
 اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حفظ و امان میں رکھے
 اور آپ اور آپ کے بھائیوں کو ان کے سایہ کرامت کے نیچے مدارج
 عالیہ تک ترقی دے، خدا نہ کہ وہ کیا مرض ہے؟ ————— تفصیل
 لکھئے اور یہ رکابی علاج عام ہے، مولانا سید اللہ تعالیٰ ابھی استعمال فرمائیں۔

آپ اب کیا پڑھتے ہیں؟ ————— اطلاع دیجئے۔
 دربارہ اذان جو وہاں ایک شخص مخالفت پیدا ہوا تھا، اس کا کیا انجام ہوا اور
 شہر میں کیا حالت ہے؟ ————— بعض سائل جدیدہ حاضر کرتا ہوں
 ایک نسخہ بھیجتا ہوں کہ شاید سلامت اللہ لاہل السنۃ

بمک پہلے مرل ہو چکے ہیں ————— وہاں کی قدر حاجت پر مجھے
اطلاع نہیں، جو جو رسالہ مطلوب ہوا اطلاع دیکھئے۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت
میں فقیر کا سلام گزارش کیجئے، اپنی والدہ صاحبہ عافہا اللہ تعالیٰ کی
خیریت سے اطلاع دیکھئے۔ والسلام۔

فقیر احمد رضا خاں قادری غفرلہ

۱۰ رذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولدی الامیر اخذ روحی و بختہ قلبی جعل اللہ تعالیٰ الحق سجنہ برہان الحق المبین، آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ ۹ دن ہوئے،
حاضر کیا ہے، امید کہ پہنچا ہو، اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا، بخار زیادہ
آیا، غفلت رہی، تین دن کے بعد بھگد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوا۔

معاملہ ممبری میں بھگد اللہ تعالیٰ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفیٰ رضا کا
نام شہود میں لکھوا یا ہے، وہ بفضلہ تعالیٰ کچہری سے گھبراتا ہے، کل
اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے
حاضر ہونا نہیں پڑتا اور میری صحت جبل پور میں بہت اچھی رہی، امر من کو
بفضلہ تعالیٰ کمی رہی اور حضرت مولانا کی برکت سے حکیم عبدالرحیم صاحب
سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے، وہ بہت غور سے معاملہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جس پر میں نے اسے اجازت دی،
پہلی بھیت سے میں تنہا تغزیتیں کرتا ہوا، مانگ پورا ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا
غالباً روز سہ شنبہ حاضر نہ ہو سکا، اطلاعاً گزارش ہے۔

خطا دل میں ایک استغفار تھا، اس کے جواب کا طالب ہو رہا ہوں
سب حضرات کو سلام سنون۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ
غزہ شعبان الخیر لوم الجمعۃ المبارک ۱۳۳۷ھ

نور مبینی و درۃ زینی جعل کا سہ ہرمان الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

”جدول مطالع ابروج“ و ”جدول تعویل النہار“ مع تفہیل آئیں، ابھی ان کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ ایک شخص نے ایک رسالہ چھاپا کہ پیروں اور مزاروں کو سجدہ جائز ہے اور اس میں کتب ائمہ کمال افتراؤں سے کام لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ لکھا کہ جو مخالفت کئے شقی، ملعون، شیطان، رائدہ درگاہ ہے۔۔۔۔۔ تین جگہ سے یہ رسالے یہاں آئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں میں اضطراب ہے اس کا رد لکھا گیا ہے، نو جز کے قریب تو ہو گیا ہے اور قدسے باقی ہے۔

ذیبات اسی درد کے چار دورے شوال کی ان تاریخوں میں ہو چکے، حضرت مولانا دامت فیوضہم کی رائے اس سال میری حاضری کی نہ ہوئی اور یہاں بھی لوگ تو ناہی تھے، اب حاجی لعل خاں صاحب نے بھی ممانعت ہی لکھی ہے، ناچار اس سال جانا ملتوی رکھا، زائد یہاں سلسلہ کی شادی ربنا تعالیٰ مبارک کرے، سب احباب کو سلام۔

۲۵ شوال ۱۳۷۵ھ

نسیم الراحۃ آپ کے پاس کس طبع، کس سنہ کی ہے، تحریر فرما کر بھیجیں، بخدمت حضرت مولانا نسیم مع التکریم۔

نوادر است امام احمد رضا



لله در مؤلف اهدى لنا
دستار لقد شرح الصدور صدوراً

شیخ نعیمہ محمود، بکراچہ

فہرس

- ۱۔ سند اجازت بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری، مکتوبہ ۳، ذی القعدہ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء
- ۲۔ قطعہ تاریخ وفات سیکینہ خاتون والدہ مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)
- ۳۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۶، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)
- ۴۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مفتی محمد ربان الحق جبل پوری
(مکتوبہ ۱۰، ارذی الحجہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۲ء)
- ۵۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۲، رجب ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۶۔ رسالہ تعدیل النہار مصنف امام احمد رضا (مکتوبہ ۳۳۶، ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۷۔ جدول تعدیل النہار جبل پوری، مستخرج مفتی محمد ربان الحق جبل پوری
(مکتوبہ امام احمد رضا ۳۳۷، ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۸۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۹، صفر ۱۳۳۷ھ / ۱۹۲۱ء)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خصص هذه الامة الرحمة بركات في سائر سلاسل الاولياء الاحياء
والصلاة والسلام على سيد الاسياد سيدنا مولانا محمد واله وصحبه الكرام الى يوم التصادق امين
وبعد فقد سألني العالم العامل الفاضل الكامل تقي الشهاب تقي الشهاب المصطفى عليه افضل
الصلوات والكرامات الصوري مولانا المولى محمد عبد السلام الجبلي تقي زين الله وجهه وقلبه
بالضياء النوري اجازته الصالح السني وسائر كتب الاحاديث والفقه والتفسير والكلام وغيرها
من موالي عن الحجة الكرام واذن الوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقه العرفاء الاسياد
تحسين ظن منه هذه التفسير في وان لم اكن اهلا لما هنا لا فاجبه اليه لما ائت من
اهل بيته عليه واجزه الجميع ما اجازني به شيخنا وسيدنا مولانا وورشته كزبي وديري لولائي وبعد
السيد الشاه الى الرسول الاطهر المأثور وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة احمد بن زين
بن دحلان والسيد الجليل حسين بن مسلم جل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن بن عبد
الرحيم المكيون والشيخ الانجل السيد الشاه ابو الحسين احمد النوري حجة حضرة شيخنا وجميع
ما انما اذونه من السلاسل العلية القادسية الفقهية والحدیثة والزقية والنورية والاممية
والحسنية والسمودية والفتنانية القديمة والحديثة والسيد يعقوب والعلوية المنامية وكل ما
احتوى عليه الكتاب المستطاب النوراني في سانية الحديث وسلاسل الاولياء فكل ما فيه عن
حضرة شيخنا رضي الله عنه فانما اذونه به من لينة وما فيه عن غيرنا فانما اجاز به عن حضرة خليفته
وحامل خيريته وكنهه اجازته الوعظ والافتاء والارشاد بقرائنه المعلق عند اهله فليثبت ولجيش
الخط والغلط والجرأة والسطط ولينق الله به ولا يغني من دعائه الصالح كان الله في الدنيا و
الآخرى ومخفنا جميعا في الدارين نعمه الغلخ امين وكان ذلك في تلك خلون من ذي القعدة الحرام يوم
الخميس سبعة ايام سنة ١٣١٣ من هجرة سيد الانام على الكرام افضل الصلاة والسلام الحمد لله



محمد الزبيدي
تدوينه عن السيد المصطفى النوري
صلى الله عليه وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم

تا فتح حبلت حنیفه امینه سینه خاتون رحمها الله تعالى زوجته
مقدسه من باب فضل نصاب و فضل آب عالمی السفر السنیة مای
نعتن الاله من باب نصاب سوری محمد عبدا السلام صاحب
قدری جلیلی ادا می باشد به انصاف النوری آمین

خَلَّتْ لِمَنْ عَمَلَتِ السَّلَامَ حَلِيلَةً

فِي الْعَدَنَ وَهِيَ حَصْنَةٌ وَزِينَةٌ

عَمَى الْعَفَافَ مَدَى الْحَيَاةِ لَزِينَةً

وَبِعَفْوٍ فِي الْمَمَاتِ مَرَاتِنَةً

سَأَلَ الرِّضَا عِلْمَ الْوَفَاةِ مَعَ الْعَا

قَلْتُ أَمْ خَيْرُ الْعَابِقِ فِيهِ سَلْبَةٌ

۲۹ رزم

نفسه ملک محمد ۲۹ رزم ۱۲۹۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ و صاحب مجلس و مدرس

٢١

دو روز با برادر

تھاروں پر ہائیڈروکسی

منہ الیہ مرجعہ

[illegible]

شہر البقاع اسواقھاے غور حوں بازاروں میں لائے تھیں
کھینے پانے کی ٹنڈی شرک بڑی جسکے دونوں پہلو محراب خنوار سارے
وہاں بار خجد کی قطار دوزک تھی یہ شرک میں نظر حوں کی شہرت تھی
سوڑ جلاہ ہر بیان بہت آہستہ فرامی کے ساتھ بہر مکان ہر نیما فرستے
ابتدایہ مسجد کی عمارت ہوئی پھر اس کے گزرتے پھوٹے کا جوہر اور کچھ کھانا کھانا
۱۲۰۰ کے پھاڑ آگیا تو جو بہت سردی معلوم ہوئی۔ چنگ اندر لیا گیا۔ رہائی
اور مٹی اور سردی بھائی مٹی دوسرے دن بعض موزوں کے برکت دعا کے مابین بہت خوب
آیا اور بخار اور تپ۔ تیسرے دن پانی اور دوسرے کی شدت دی کل روز عارضہ
صحت لوں سے زیادہ کوبہر کا آج فضلہ جزو بہت اعلیٰ میں زائل ہیں اور
دندہ میں تپنی قلیف کے پینا زہر کے پانے۔ وہاں صابن کھو تپنی پھانے
میں بھولی ہیں الحق علماء کرام میں حسین کے بعد یحییٰ بن خویں نے افلا حق
جو حبیب بمقدار کے ساتھ دکن کی شہرہ گرد گزرتے ہیں۔ یہ برکات
جانب میں آرد اللہ تعالیٰ فیہ و علیہ وسلم میں تحفہ میں سے
اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں کوئی نام نہ ہو نہ جگہ نہ ہو نہ ایک
اسنا عطر کو نکال کر مین گھون کے پر خورد و کلان کا ادھر شکر اٹکس۔ کرکی کا
عبد الشکور صاحب زراہ میان و فضل ہے وہ پور میان وغیرہم کا کیا کہنا۔ بے کیے
کے اپنی خواہش سے عبد القیم و عبد الودود و عبد الحمید کا بدھک میرے بار بار
کر کے جوئے جوئے انھوں سے بلکہ جھٹلا اور داد بھائی قائم بھائی شہر
بھائی حکم علیہ رحمہ حبیب علیہ کبر و جلالہ ہر جہت۔ اگر خاندان حبیب جوئے صاحب
علیہ السلام کے حوالہ آہن بھائی و منشی صاحب و امثالہم کی ناکھانہ مکتبہ و جوئے خان
و علیہ السلام و حسین و نظر خان و علیہ کبر و جلالہ و امثالہم کا کہہ کر افسوس
عمر ہو رہا ہے کہ میں نے عبد الشہزاد کے جوئے کو بانی پایا۔ اگر کائنات کے حکایت

[illegible]

۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰

Handwritten ledger page with a central T-shaped structure containing numbers. The top horizontal bar contains '170123' and '2019'. The vertical stem contains '1547', '2485', '31250', '0990', '05510', '2270', '2024', and '119'. To the left of the stem are several numbers: '4270', '050', '249', '20150', '111', '22.10', '24876', '21860', '14866', and '2494'. To the right of the stem is '2019'. At the bottom right, there is a faint watermark of a person's face and some text.

۱۳۳۳
 ۱۳۳۴
 ۱۳۳۵
 ۱۳۳۶
 ۱۳۳۷
 ۱۳۳۸
 ۱۳۳۹
 ۱۳۴۰
 ۱۳۴۱
 ۱۳۴۲
 ۱۳۴۳
 ۱۳۴۴
 ۱۳۴۵
 ۱۳۴۶
 ۱۳۴۷
 ۱۳۴۸
 ۱۳۴۹
 ۱۳۵۰
 ۱۳۵۱
 ۱۳۵۲
 ۱۳۵۳
 ۱۳۵۴
 ۱۳۵۵
 ۱۳۵۶
 ۱۳۵۷
 ۱۳۵۸
 ۱۳۵۹
 ۱۳۶۰
 ۱۳۶۱
 ۱۳۶۲
 ۱۳۶۳
 ۱۳۶۴
 ۱۳۶۵
 ۱۳۶۶
 ۱۳۶۷
 ۱۳۶۸
 ۱۳۶۹
 ۱۳۷۰
 ۱۳۷۱
 ۱۳۷۲
 ۱۳۷۳
 ۱۳۷۴
 ۱۳۷۵
 ۱۳۷۶
 ۱۳۷۷
 ۱۳۷۸
 ۱۳۷۹
 ۱۳۸۰
 ۱۳۸۱
 ۱۳۸۲
 ۱۳۸۳
 ۱۳۸۴
 ۱۳۸۵
 ۱۳۸۶
 ۱۳۸۷
 ۱۳۸۸
 ۱۳۸۹
 ۱۳۹۰
 ۱۳۹۱
 ۱۳۹۲
 ۱۳۹۳
 ۱۳۹۴
 ۱۳۹۵
 ۱۳۹۶
 ۱۳۹۷
 ۱۳۹۸
 ۱۳۹۹
 ۱۴۰۰
 ۱۴۰۱
 ۱۴۰۲
 ۱۴۰۳
 ۱۴۰۴
 ۱۴۰۵
 ۱۴۰۶
 ۱۴۰۷
 ۱۴۰۸
 ۱۴۰۹
 ۱۴۱۰
 ۱۴۱۱
 ۱۴۱۲
 ۱۴۱۳
 ۱۴۱۴
 ۱۴۱۵
 ۱۴۱۶
 ۱۴۱۷
 ۱۴۱۸
 ۱۴۱۹
 ۱۴۲۰
 ۱۴۲۱
 ۱۴۲۲
 ۱۴۲۳
 ۱۴۲۴
 ۱۴۲۵
 ۱۴۲۶
 ۱۴۲۷
 ۱۴۲۸
 ۱۴۲۹
 ۱۴۳۰
 ۱۴۳۱
 ۱۴۳۲
 ۱۴۳۳
 ۱۴۳۴
 ۱۴۳۵
 ۱۴۳۶
 ۱۴۳۷
 ۱۴۳۸
 ۱۴۳۹
 ۱۴۴۰
 ۱۴۴۱
 ۱۴۴۲
 ۱۴۴۳
 ۱۴۴۴
 ۱۴۴۵
 ۱۴۴۶
 ۱۴۴۷
 ۱۴۴۸
 ۱۴۴۹
 ۱۴۵۰
 ۱۴۵۱
 ۱۴۵۲
 ۱۴۵۳
 ۱۴۵۴
 ۱۴۵۵
 ۱۴۵۶
 ۱۴۵۷
 ۱۴۵۸
 ۱۴۵۹
 ۱۴۶۰
 ۱۴۶۱
 ۱۴۶۲
 ۱۴۶۳
 ۱۴۶۴
 ۱۴۶۵
 ۱۴۶۶
 ۱۴۶۷
 ۱۴۶۸
 ۱۴۶۹
 ۱۴۷۰
 ۱۴۷۱
 ۱۴۷۲
 ۱۴۷۳
 ۱۴۷۴
 ۱۴۷۵
 ۱۴۷۶
 ۱۴۷۷
 ۱۴۷۸
 ۱۴۷۹
 ۱۴۸۰
 ۱۴۸۱
 ۱۴۸۲
 ۱۴۸۳
 ۱۴۸۴
 ۱۴۸۵
 ۱۴۸۶
 ۱۴۸۷
 ۱۴۸۸
 ۱۴۸۹
 ۱۴۹۰
 ۱۴۹۱
 ۱۴۹۲
 ۱۴۹۳
 ۱۴۹۴
 ۱۴۹۵
 ۱۴۹۶
 ۱۴۹۷
 ۱۴۹۸
 ۱۴۹۹
 ۱۵۰۰
 ۱۵۰۱
 ۱۵۰۲
 ۱۵۰۳
 ۱۵۰۴
 ۱۵۰۵
 ۱۵۰۶
 ۱۵۰۷
 ۱۵۰۸
 ۱۵۰۹
 ۱۵۱۰
 ۱۵۱۱
 ۱۵۱۲
 ۱۵۱۳
 ۱۵۱۴
 ۱۵۱۵
 ۱۵۱۶
 ۱۵۱۷
 ۱۵۱۸
 ۱۵۱۹
 ۱۵۲۰
 ۱۵۲۱
 ۱۵۲۲
 ۱۵۲۳
 ۱۵۲۴
 ۱۵۲۵
 ۱۵۲۶
 ۱۵۲۷
 ۱۵۲۸
 ۱۵۲۹
 ۱۵۳۰
 ۱۵۳۱
 ۱۵۳۲
 ۱۵۳۳
 ۱۵۳۴
 ۱۵۳۵
 ۱۵۳۶
 ۱۵۳۷
 ۱۵۳۸
 ۱۵۳۹
 ۱۵۴۰
 ۱۵۴۱
 ۱۵۴۲
 ۱۵۴۳
 ۱۵۴۴
 ۱۵۴۵
 ۱۵۴۶
 ۱۵۴۷
 ۱۵۴۸
 ۱۵۴۹
 ۱۵۵۰
 ۱۵۵۱
 ۱۵۵۲
 ۱۵۵۳
 ۱۵۵۴
 ۱۵۵۵
 ۱۵۵۶
 ۱۵۵۷
 ۱۵۵۸
 ۱۵۵۹
 ۱۵۶۰
 ۱۵۶۱
 ۱۵۶۲
 ۱۵۶۳
 ۱۵۶۴
 ۱۵۶۵
 ۱۵۶۶
 ۱۵۶۷
 ۱۵۶۸
 ۱۵۶۹
 ۱۵۷۰
 ۱۵۷۱
 ۱۵۷۲
 ۱۵۷۳
 ۱۵۷۴
 ۱۵۷۵
 ۱۵۷۶
 ۱۵۷۷
 ۱۵۷۸
 ۱۵۷۹
 ۱۵۸۰
 ۱۵۸۱
 ۱۵۸۲
 ۱۵۸۳
 ۱۵۸۴
 ۱۵۸۵
 ۱۵۸۶
 ۱۵۸۷
 ۱۵۸۸
 ۱۵۸۹
 ۱۵۹۰
 ۱۵۹۱
 ۱۵۹۲
 ۱۵۹۳
 ۱۵۹۴
 ۱۵۹۵
 ۱۵۹۶
 ۱۵۹۷
 ۱۵۹۸
 ۱۵۹۹
 ۱۶۰۰
 ۱۶۰۱
 ۱۶۰۲
 ۱۶۰۳
 ۱۶۰۴
 ۱۶۰۵
 ۱۶۰۶
 ۱۶۰۷
 ۱۶۰۸
 ۱۶۰۹
 ۱۶۱۰
 ۱۶۱۱
 ۱۶۱۲
 ۱۶۱۳
 ۱۶۱۴
 ۱۶۱۵
 ۱۶۱۶
 ۱۶۱۷
 ۱۶۱۸
 ۱۶۱۹
 ۱۶۲۰
 ۱۶۲۱
 ۱۶۲۲
 ۱۶۲۳
 ۱۶۲۴
 ۱۶۲۵
 ۱۶۲۶
 ۱۶۲۷
 ۱۶۲۸
 ۱۶۲۹
 ۱۶۳۰
 ۱۶۳۱
 ۱۶۳۲
 ۱۶۳۳
 ۱۶۳۴
 ۱۶۳۵
 ۱۶۳۶
 ۱۶۳۷
 ۱۶۳۸
 ۱۶۳۹
 ۱۶۴۰
 ۱۶۴۱
 ۱۶۴۲
 ۱۶۴۳
 ۱۶۴۴
 ۱۶۴۵
 ۱۶۴۶
 ۱۶۴۷

[illegible]

جدک ون تعدیل النهار جیسو

جمل میزان	ثور	عقرب	جوزا قوس	
0	0	0	0	0
1	250	55	1812	9
2	2450	5	2764	9
3	2762	16	2850	9
4	552	26	3052	9
5	1852	34	5850	9
6	2442	45	2762	9
7	2252	52	2450	9
8	2250	3	5356	9
9	2761	12	2966	9
10	1854	21	3211	9
11	212	30	459	9
12	2551	38	521	9
13	2762	46	2450	10
14	2954	55	2762	10
15	1252	2	521	10
16	2761	12	2452	10
17	2762	20	456	10
18	2450	28	1252	10
19	2552	36	2762	10
20	2761	44	2762	10
21	2552	52	2762	10
22	2552	60	2762	10
23	2762	68	2762	10
24	2762	76	2762	10
25	2762	84	2762	10
26	2762	92	2762	10
27	2762	100	2762	10
28	2762	108	2762	10
29	2762	116	2762	10
30	2762	124	2762	10
31	2762	132	2762	10
32	2762	140	2762	10
33	2762	148	2762	10
34	2762	156	2762	10
35	2762	164	2762	10
36	2762	172	2762	10
37	2762	180	2762	10
38	2762	188	2762	10
39	2762	196	2762	10
40	2762	204	2762	10
41	2762	212	2762	10
42	2762	220	2762	10
43	2762	228	2762	10
44	2762	236	2762	10
45	2762	244	2762	10
46	2762	252	2762	10
47	2762	260	2762	10
48	2762	268	2762	10
49	2762	276	2762	10
50	2762	284	2762	10
51	2762	292	2762	10
52	2762	300	2762	10
53	2762	308	2762	10
54	2762	316	2762	10
55	2762	324	2762	10
56	2762	332	2762	10
57	2762	340	2762	10
58	2762	348	2762	10
59	2762	356	2762	10
60	2762	364	2762	10
61	2762	372	2762	10
62	2762	380	2762	10
63	2762	388	2762	10
64	2762	396	2762	10
65	2762	404	2762	10
66	2762	412	2762	10
67	2762	420	2762	10
68	2762	428	2762	10
69	2762	436	2762	10
70	2762	444	2762	10
71	2762	452	2762	10
72	2762	460	2762	10
73	2762	468	2762	10
74	2762	476	2762	10
75	2762	484	2762	10
76	2762	492	2762	10
77	2762	500	2762	10
78	2762	508	2762	10
79	2762	516	2762	10
80	2762	524	2762	10
81	2762	532	2762	10
82	2762	540	2762	10
83	2762	548	2762	10
84	2762	556	2762	10
85	2762	564	2762	10
86	2762	572	2762	10
87	2762	580	2762	10
88	2762	588	2762	10
89	2762	596	2762	10
90	2762	604	2762	10
91	2762	612	2762	10
92	2762	620	2762	10
93	2762	628	2762	10
94	2762	636	2762	10
95	2762	644	2762	10
96	2762	652	2762	10
97	2762	660	2762	10
98	2762	668	2762	10
99	2762	676	2762	10
100	2762	684	2762	10
101	2762	692	2762	10
102	2762	700	2762	10
103	2762	708	2762	10
104	2762	716	2762	10
105	2762	724	2762	10
106	2762	732	2762	10
107	2762	740	2762	10
108	2762	748	2762	10
109	2762	756	2762	10
110	2762	764	2762	10
111	2762	772	2762	10
112	2762	780	2762	10
113	2762	788	2762	10
114	2762	796	2762	10
115	2762	804	2762	10
116	2762	812	2762	10
117	2762	820	2762	10
118	2762	828	2762	10
119	2762	836	2762	10
120	2762	844	2762	10
121	2762	852	2762	10
122	2762	860	2762	10
123	2762	868	2762	10
124	2762	876	2762	10
125	2762	884	2762	10
126	2762	892	2762	10
127	2762	900	2762	10
128	2762	908	2762	10
129	2762	916	2762	10
130	2762	924	2762	10
131	2762	932	2762	10
132	2762	940	2762	10
133	2762	948	2762	10
134	2762	956	2762	10
135	2762	964	2762	10
136	2762	972	2762	10
137	2762	980	2762	10
138	2762	988	2762	10
139	2762	996	2762	10
140	2762	1004	2762	10
141	2762	1012	2762	10
142	2762	1020	2762	10
143	2762	1028	2762	10
144	2762	1036	2762	10
145	2762	1044	2762	10
146	2762	1052	2762	10
147	2762	1060	2762	10
148	2762	1068	2762	10
149	2762	1076	2762	10
150	2762	1084	2762	10
151	2762	1092	2762	10
152	2762	1100	2762	10
153	2762	1108	2762	10
154	2762	1116	2762	10
155	2762	1124	2762	10
156	2762	1132	2762	10
157	2762	1140	2762	10
158	2762	1148	2762	10
159	2762	1156	2762	10
160	2762	1164	2762	10
161	2762	1172	2762	10
162	2762	1180	2762	10
163	2762	1188	2762	10
164	2762	1196	2762	10
165	2762	1204	2762	10
166	2762	1212	2762	10
167	2762	1220	2762	10
168	2762	1228	2762	10
169	2762	1236	2762	10
170	2762	1244	2762	10
171	2762	1252	2762	10
172	2762	1260	2762	10
173	2762	1268	2762	10
174	2762	1276	2762	10
175	2762	1284	2762	10
176	2762	1292	2762	10
177	2762	1300	2762	10
178	2762	1308	2762	10
179	2762	1316	2762	10
180	2762	1324	2762	10
181	2762	1332	2762	10
182	2762	1340	2762	10
183	2762	1348	2762	10
184	2762	1356	2762	10
185	2762	1364	2762	10
186	2762	1372	2762	10
187	2762	1380	2762	10
188	2762	1388	2762	10
189	2762	1396	2762	10
190	2762	1404	2762	10
191	2762	1412	2762	10
192	2762	1420	2762	10
193	2762	1428	2762	10
194	2762	1436	2762	10
195	2762	1444	2762	10
196	2762	1452	2762	10
197	2762	1460	2762	10
198	2762	1468	2762	10
199	2762	1476	2762	10
200	2762	1484	2762	10
201	2762	1492	2762	10
202	2762	1500	2762	10
203	2762	1508	2762	10
204	2762	1516	2762	10
205	2762	1524	2762	10
206	2762	1532	2762	10
207	2762	1540	2762	10
208	2762	1548	2762	10
209	2762	1556	2762	10
210	2762	1564	2762	10
211	2762	1572	2762	10
212	2762	1580	2762	10
213	2762	1588	2762	10
214	2762	1596	2762	10
215	2762	1604	2762	10
216	2762	1612	2762	10
217	2762	1620	2762	10
218	2762	1628	2762	10
219	2762	1636	2762	10
220	2762	1644	2762	10
221	2762	1652	2762	10
222	2762	1660	2762	10
223	2762	1668	2762	10
224	2762	1676	2762	10
225	2762	1684	2762	10
226	2762	1692	2762	10
227	2762	1700	2762	10
228	2762	1708	2762	10
229	2762	1716	2762	10
230	2762	1724	2762	10
231	2762	1732	2762	10
232	2762	1740	2762	10
233	2762	1748	2762	10
234	2762	1756	2762	10
235	2762	1764	2762	10
236	2762	1772	2762	10
237	2762	1780	2762	10
238	2762	1788	2762	10
239	2762	1796	2762	10
240	2762	1804	2762	10
241	2762	1812	2762	10
242	2762	1820	2762	10
243	2762	1828	2762	10
244	2762	1836	2762	10
245	2762	1844	2762	10
246	2762	1852	2762	10
247	2762	1860	2762	10
248	2762	1868	2762	10
249	2762	1876	2762	10
250	2762	1884	2762	10
251	2762	1892	2762	10
252	2762	1900	2762	10
253	2762	1908	2762	10
254	2762	1916	2762	10
255	2762	1924	2762	10
256	2762	1932	2762	10
257	2762	1940	2762	10
258	2762	1948	2762	10
259	2762	1956	2762	10
260	2762	1964	2762	10
261	2762	1972	2762	10

[illegible]

واللہ رب العلمین اور ایک عجیب و غریب قسم کا فراموشی سے میری طبیعت کے
ساتھ ڈکڑیا اور چھانکھاری طبع میں اس کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔
میں جواب دہ بلکہ شاکہ یہ رحمت خاصہ خدا کی اس مرض کی حالت کی شدت کا نشی و زام
بیدار ہوئی اور بلغم میں نزوحیت ایسی کہ وہیں دس چھلکوں کے بعد بونواری جھڑپوں کی کھانسی
آستود شدت کی آستین تھینے تو اور جھکھڑیلو میں روز اور نوبان چھلکوں کی اصلاح
میں ایک صبر کے باؤں میں زخم کی کھانسی کی نوبان درد ہوئی اور میان برابر کے اعصاب
میں درد اور اونگھوں کی اصلاح اطلاع میں فالجہ لوجہ الکرم حرم اکثر طبیب
مبارکی نے یہی بتایا کہ غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت پیچھے پیچھے
سوزا چھلکے گا۔ ان دنوں میں ابتدائی صبح اٹھارہ بجے بائیس دن پہلی بازو و غرضت قبض
و بیوان راجہ گا سندھ تک میری چون عزم کو بھاری کے پس آیا۔ لہذا میری راجہ
مور تھانہ اور نصیب جزای خیر و لاری میں میری یہ پلنگت چھا کر لاری اور بھڑکھا
بہت آرام سے آنا ہوا یہاں جب تک آنا ہوا اتنی قوت باقی تھی کہ راجہ نے خیر تکی
نہ زونا کو چار آدھ کرسی پر بٹھا کر میں ٹیکے سے بھی کسی میں ادا کی بھر جا رہا تھا اور
اب سے جب تک جانکی طاقت نہ رہتی تھیں روز سے اسہال شروع ہو کر اوسے بالکل گرا دیا
نازنی جو نا پلنگت کے برابر لگی میرا سہرے اوپر بیٹھے بیٹھے جاننا میں بہت رحمت سے
ہو تا میں طبعیہ کہ ایک فرض و دسراور صبح کی سنتین بند کیے صبح کھڑکی کا کون پر صبح
سوہنہ بھر خود نواری ہوئی بھر دل جاننا ہی آٹھویں دن جمہور کی صافری تو خود رہا مکان کے
مستحق کرسی پر ایک میں فوجی ہوئی کہ ایک سنتین بھی بدقت تمام میری جانی
ہوئی اور اوس مکان میں کھانا تک بدن ہو رہا تھا۔ نبض کی یہ حالت تھی کہ ایک ایک
منہ میں صبر صبر بار بار کہ جانی کرو و دو قرص کی قدر کی رہی تھی پھر باز نہ تھی نہ
چلنے لگتی تھی لہذا اب ان ناخوارہ حاضر کے کندور میں ہوں۔ میں نے خاندان عظمیٰ حاضر

... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...

... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...

... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...
 ... در میان ...

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

جنتی بریلوی

اور

ترک مولات

مع اضافات جدیدہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

از

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۃ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۳۲۸ھ/۲۰۰۴ء

محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ناشر

ادارہ مسعودیہ، کراچی

۵۶/۲۔ ای۔ ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

اجالہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ کراچی

۳۰، دہلی، نظم آباد، کراچی

۰۲۱-۳۷۳۷۱۱۱



محافت کی اور دہا بیہ نے ان کا ساتھ دیا، ان کے رد کے
پرچے حاضر کرتا ہے اور دوسرا نیاز نامہ نہایت ضروری الملاحظ
ہے، ملاحظہ ہو۔

مولوی برہان میاں و مولوی زاہد میاں و مولوی عبدالشکور
صاحب و محمد فوٹ صاحب و سائر احباب کے سلام سنتہ الاسلام
بخدمت گرامی جناب والدہ ماجدہ تسلیم مع التکریم۔

فیتر احمد رضا خاں مخفر

انڈیالی

دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۲ھ ہجریہ قدیمہ
علی صاحبہا والہ فضل الصلوٰۃ والتحیۃ امین

نذرۃ اسلام

خسر تم حظکم دینا و دنیا
لعمرا للہ ذا الخسر الجرید

ہم اللہ ہی کی ملک میں، جب ہمارا اور ہماری چیز کا وہی مالک ہوتے مالک اگر اپنی ملک کسی سے لے، اس کا غم کیا معنی؟ — اور ہم کو اسی کی طرف پھر کر جانا ہے، ایک جانا اور ہم کو ہمیں رہنا ہوتا تو غم تھا کہ اب ہن کیسے ہوگا؟ — ہم کو بھی تو وہ ہیں جانا ہے تو فکر اس کی چاہئے کہ ایمان پر اٹھیں کہ جانے والے سے ملیں، وہ ہماری شفاعت کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا، جس کے تین بچے نابالغ مر جائیں وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے، انہیں بخشو اگر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ — صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے دو بچے مریں؟ — فرمایا وہ بھی۔ — یہ اچھا ہے یا دنیا کی مصیبتوں میں اس کا پھنسا رہنا کہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوتا اور کیا حالت اختیار کرنا۔ — مسلمانوں کے چھوٹے بچے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں دے جاتے ہیں، وہ انہیں پرورش فرماتے ہیں، درخت طوبی کے سایہ میں رکھتے ہیں۔ — ابراہیم خلیل اللہ کی گود اچھی یا تمہاری؟ — طوبی کی چھاؤں اچھی یا تمہاری چھت کی؟ — صحیح حدیث میں ہے، جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کر کے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں، وہ فرماتا ہے، ”کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟“ — عرض کرتے ہیں، ”ہاں!“ — فرماتا ہے، ”گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنا دیا، اس کا نام بیت الحمد رکھو“ (تعریف کا مکان)۔

آپ دونوں صاحب اللہ کے سچے وعدوں پر پورے اطمینان کے ساتھ کہیں الحمد للہ، انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں رہنا ان یبدلنا خیرا منها انا الی رہنا رغیون
اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها
صحیح حدیث میں ہے اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا۔
والسلام
فقیر احمد رضا قادری مخدوم
۹ صفر ۱۴۲۸ھ